إنّ من الشعر لحكمة وإنّ من البيان لسحرا

من تصنیف جناب مولوی محمد عبد الرحیم شاہ صاحب کھجوری

نغمۂ راز

المعروف بہ

دیوان رحیم

سنہ ۱۳۱۱ھ

بحسب فرمایش شیخ غفور بخش صاحب تاجر کتب - آگرہ - بازار سب

در مطبع ابو العلائی باہتمام شیخ غفور بخش طبع شد

قیمت فی جلد [illegible]

اطلاع ہمارے مطبع مین ہر قسم کی کتب علاوہ ان کے موجود ہین علیحدہ علیحدہ قیمتین

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
دیوان ضامن	۲/	کلیات امیراللہ تسلیم	۱۳/	دیوان جرار	۳/
کلیات ناسخ	۱۲/	دیوان سرقوالعیب	۱۱/	دیوان غالب	۲/
کلیات میرتقی	عہ/ ۶/	دیوان آتش	۸/	کلیات سودا	[illegible]
دیوان وزیر	عہ	دیوان ظفر	۲/	کلیات ظفر	[illegible]
دیوان رند	۲/	آفتاب داغ	۱۲/	گلزار داغ	[illegible]
کلیات نظیر	۵/	کلیات رند	۷/	چمن بے نظیر	۳/
دیوان مشکل	۳/	دیوان رحیم	۳/	دیوان عزیز	[illegible]
کلیات صبا	۵/	دیوان آغا	۸/	دیوان یادگار	[illegible]
شرح دیوان حافظ	عہ/	کلیات مظہر عشق	۷/	دیوان حافظ	۱۰/
میرحسن	۱۰/	مثنوی قلق	۱۰/	مثنوی گلزار نسیم	/
دیوان گویا	۳/	کلیات سعید	لہم	دیوان رسوا	/
فتوحات شوق	عہ	دیوان شہیدی	۴/	مثنوی عطیۂ غیبی	/
دیوان غوث پاک	۳/	دیوان ناصر علی	۴/	دیوان لطف	۳/
ارمغان	۵/	صحیفۂ شیرین	۱/	اگر گل	۲/
دیوان عاشق	۲/	کلیات ضامن	۶/	گل صنوبر	۲/
دیوان جرأت		کلیات انشا اللہ خان	۴۱/	دیوان نیاز	۱۰/
دیوان خواجہ حالی	۱۱/	دیوان عاقل	۳/	بہارستان سخن	۷/
دیوان خواجہ سرور	۲/	دیوان عرب	۱/	دیوان سخن	[illegible]

بلبلانِ کہن سے تو خوبیِ گل سُنلی لیکن
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلع

لوح دل پر نقش ہو وہ نقش الا اللہ کا
ہے سرِ دیوان پہ اپنے تاج بسم اللہ کا

واجب و امکان عدم رہتا ازل سے تا ابد
گر نہ ہوتا درمیان برزخ رسول اللہ کا

مدح کب ہو رحیم سے غلامان محمدؐ کا
جنکی ٹھوکر میں اثر ہو قُم باذن اللہ کا

حمد و سپاس خالقِ زمان و زمین ذوالقوۃ المتین سخن آفرین میں خامہ بہر سجود
صفحہ قرطاس پر پردہ صریر میں نوائے سبحان ربی الاعلیٰ بلند ہو نظم

الحق کہ وہ ایسا ہی معبود ہے
قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے

ہے تیرا نور ہر ذرہ میں پیدا
تری ہے شان ہی سب میں ہویدا

اجمالِ گلرخان جلوہ ترا ہے
کوئی کیا جانے تو کس میں ہے کیا ہے

گلستان میں اگر گل خندہ زن ہے
تو بلبل نالہ کش طرف چمن ہے

کہین تو عشق سے آتش لگائی — کہین دی حسن کو جلوہ نمائی
کہین لیلے پہ مجنون کو لبھایا — کہین شیرین پہ ہے فرہاد شیدا
کوئی کشتہ کہین تلوار کا ہے — کوئی بسمل نگاہ یار کا ہے
صدف کے دلمین گوہر تو نے بخشا — کہین پتھر مین جوہر تو نے بخشا
زمین و آسمان تو نے بنایا — تماشا ایک قدرت کا دکھایا
فرشتے نام سے تیرے ہین قائم — کیا کرتے ہین تیرا ذکر دائم
کہین گلزار کو آتش بنایا — کہین آتش سے ایک جلوہ دکھایا
لب عیسی مین جان بخشی ہے تجھسے — ادا اوصاف تیرے کیا ہون مجھسے

فتبارک اللہ احسن الخالقین **نعت** حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین
مین کلک دو زبان سے نغمہ اعتراف و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
و صدا سے تجوزئے و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین **ابیات**

قلم اب نعت احمد کچھ رقم کر — پئے تعظیم احمد پشت خم کر
نہ جسکے مرتبہ کو پہنچے افلاک — اوسیکی شان مین آیا ہے لولاک
وہ ہے شیر بیابان نبوت — ہوئی ختم اوسپہ عالم مین خلافت
روح انور پہ ہو اونکی تسلیم — آل اطہر پہ ہو اون کی تسلیم

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین آمین

دیکھین بلبل ہے یا ہے خامہ — کیسا رنگین نوا ہے خامہ

گل افشانی جو ہو وہن سے ‏ رنگین تر ہون ورق چمن سے

ہر لفظ مین حور کی چمک ہو ‏ جنت کے پہول کی مہک ہو

سنبل ہے بہار خوش بیانی ‏ ہر گل مین ہزار لن ترانی

ہے طوطی کلک صاف تقریر ‏ آئینہ صفحہ چشم تحریر

ہر دائرہ ہالۂ قمر ہے ‏ ہر بیت کہکشان کا گہر ہے

مہتاب سے کرتے ہین اشارے ‏ نقطے مرے نگینے ستارے

خورشید نما شروع نامہ ‏ ہے مطلع نور نوک خامہ

کیا زور پہ معنی رقم ہے ‏ نیزہ مرے ہاتھ مین قلم ہے

ہاتھ پہ ہے سرنوشت جسکے ‏ عظمت سر دست ہے یہ اوسکی

کہنے کو یہ بے سخن زبان ہے ‏ فرمائے بے سخن کہان ہے

سر داشتہ دست مدعا ہون ‏ سر خم بجناب کبریا ہون

وہ بات سخنور و سمین کہہ جائے ‏ اس میرے قلم کی نوک رہجائے

مناجات

یارب مرے سینہ مین وہ دے نور ‏ ہو دل سے خیال غیر کا دور

ہر شے مین ترا کمال دیکھون ‏ ہر سمت ترا جلال دیکھون

دل مین تری یاد یون سمائے ‏ کچھ تیرے سوا نظر نہ آئے

دے گرمی عشق مرے دلمین ‏ کچھ آگ بہر دے آب و گلمین

زائل غم عشق غیر ہو جائے ‏ انجام مرا بخیر ہو جائے

ترے ہی جمال کا رہے شوق ‏ ترے ہی وصال کا رہے ذوق

اما بعد فقیر حقیر سید محمد عبد الرحیم شاہ تخلص رحیمی گنجپوری عفی اللہ عنہ بن مولانا محمد سید حبیب شاہ صاحب۔ یون کلک زرنگار سے صفحہ قرطاس پہ ارقام بخش دیتا ہے کہ اس عالم ناپایدار مین کسی چیز کو قرار نہین اور ہستی پہ سبکا مدار ہو اوس ذات لازوال کو بقا ہے باقی سب کو فنا ہے مگر ایک گلستان سخن کہ خزان جہان اسکے گلون پر نہین آتی اور چورون کی چوری اور راہزنون کی سہر زوری سے یہ دولت کہین نہین جاتی گلستان اسکا ہمیشہ تازہ و خرم رہتا ہے اسکی نہر دن مین زلال زندگانی بہتا ہے اسکے مکان کی بنا کو زلزلہ کا کچھہ خطر نہین اور اسکے ایوان کی قندیل کو صرصر فنا سے مطلق ضرر نہین ہے یہ دولت خرچ کرنے سے دن دونی رات چوگنی ہوتی ہے اور طبع کی روانی کدورت خاطر مین کہوتی ہے یہ وہ دریا رواں ہے کہ کبہی نہین سوکھتا اور یہ وہ چشمہ فیض ہے کہ کبہی نہین بند ہوتا ہے

کشایش ہو دل کو کچھہ بوستان سے عبث ہے غرض دل لگانا کسی سے		ہر و کار ہو اوسکو باد خزان سے بہتا ہے خوب ہے شغل ہر دم اسی سے

اسی باعث سے نئے نئے خیال دلمین آتے تھے اور طرح طرح کے اندیشہ خاطر مین گذرتے تھے کہ اس عالم نقش بر آب مین کوئی ایسا نقشہ جمائے کہ دوستون اور آشناون مین یادگار رہجائے اور ایک ایسا گلستان بیخزان لگائیے کہ جسکے پہولون کی خوشبو سے اہل معنی کے مشام مشک آگین اور اوسکی حلاوت سے کام ارباب سخن شیرین ہو جاوے لیکن مدت سے یہ عزم بالجزم دل کا دل ہی مین تہا اور مجبوب اس مقصد کا بے لباسی سے نہایت منفعل تہا

الا و ریفولا اس خاکسار کی دعا پایۂ اجابت کو پہنچکر بدرگاہ قاضی الحاجات قبول ہوئی اور آرزوے خاطر براے تمنائے دل حصول ہوئی اور چند جواہر جو بساط مین تھے تمام جوہر شناسون کی نظر دقیقہ سنج پر نثار کئے ہرچند جوہر شناسون کی نگاہ مبارک مین کم قدر پوت کی حقیقت ہے اور گوہر ابدار کے آگے سیپ کی کیا منزلت ہو الا گلستان انصاف کر یا غبان خوب جانتے ہین کہ گل کے ساتھہ کانٹے کا ہونا اور سورج کے مقابل کالی گھٹا آنا کچھہ عجب نہین ہے اسلئے احباب دانش سے یہ امید رکھتا ہون کہ میری یاوہ گوئی پر نیک ہی نظرون سے نہ دیکھین بلکہ اگر کہین التزام کلام مین سہو و خطا نظر اوے تو اوسپر لطف و کرم فرما کر اصلاح دین کہ بے عیب خدا کی ذات ہے ۔ انتہی ٥

سال تصنیفش بگو رحیمی	یک ہزار و سہ صد و سہ ہجری

ماہ شوال آمین آمین یا رب العالمین ثم آمین

ردیف الالف

ہم اوس صنم کی کرین پرستش مدام جسکا بنا ہوگا
حدوث اوسکو نہین ہے ہرگز قدیم وہی خدا ہوگا

مقام ہو ہو تمام عالم وہی نظر مین بسا ہوگا
یہ سخن اقرب کہا اسنے نہ ہی آگے دم جدا ہوگا

الہی کبتک یہ دل ہمارا اسیر زلف دوتا ہوگا
رہائی اسکو ہے غیر ممکن اسی بلا مین پھنسا ہوگا

چمکتا خنجر جو ستمگر ہمارے سر پہ سدا رہیگا
ہمارے تسلیم سر ہمارا ابھی نہ زیر خنجر جھکا ہوگا

[illegible] بھیجا یہ ابر باران گنہگاران ہو نہ پیدا ہوگا
برستی رہو نگی چشم گریان تمام جنگل ہرا ہوگا

وصال جانانکا ہے تصور یہ دیکھو کب ہوسکے ہے
شب جدائی ہے کٹتی مشکل اسکا کٹنا لگا ہوگا

مدام رہتے ہو ہمسے غائب بتاؤ صاحب یہ کیا سبب ہے
وہ بولے ہنسکر ملینگے اوس سے جو ہمسے یکسان ملا ہوگا

جو تجھکو کرنا ہو کرلے ہمدم اجل کھڑی ہے سر پر سوار ہمدم — یہ دم غنیمت ہے میرے ہمدم جو دم گیا ہے وہ دم نہ ہوگا

نہ مرد میخوار اور نہ ساقی نہ شاہ رہیگا نہ شاہ عرفی — رہا نہ کوئی رہیگا باقی فقط خدا ہی خدا رہیگا

نہ خوف یوم الحساب کا ہے بھروسہ اُمّ الکتاب کا ہے — ہمارا حامی جو مصطفےٰ ہے شفیع روز جزا رہیگا

جلا یا غم نے جگر و سینہ قرینہ یا رب ہو بخیر بیت

دکھا رحیم کو شہر مدینہ وہی نظر میں بسا رہیگا

ہے تصور سخت مجھکو اک بت بے پیر کا — سنگ پہ لکھا ہے کیا نامہ میری تقدیر کا

نقش دلپر ہے مرے اس سرمہ کی تحریر کا — کام آنکھوں نے ارے ظالم لیا تسخیر کا

ہے فلک پر شور اپنی آہ پر تاثیر کا — نشتر طائر تک نشانہ بنگا اس تیر کا

ہے امید پر کسکو عمل قایل ہون کب تدبیر کا — ناصحا ہوگا وہی لکھا ہے جو تقدیر کا

دیکھے آتے ہی مرے سب زخم دل اپنے ہرے — سبزہ خط کیا نوشتہ تھا میری تقدیر کا

تھے اپنا اب زمین پر آسمان سے کم نہین — دلمین نقشہ کھچگیا ہے چاندسی تصویر کا

او بت ترسا خدا سے ڈر نہ دے یون ٹھوکرین — فرش رہ کوچہ مین ہے دلہر جوان پیر کا

ناچمین سیلاب مجھ مجنون کی آنکھوں نے بہا — بنگیا گرداب ہر حلقہ مری زنجیر کا

سوز ہجر اسے ہو گئین ہین خاک میری ہڈیان — ضبط کی تاثیر سے پتلا بنا اکسیر کا

آج میخانہ پہ واعظ بیٹھے ہین شراب — شیخ جی قائل ہوئے ہین آپکی تدبیر کا

تھا کیا یار کا اکسیر سے بہتر نہین — مین سراسیمہ عیش طالب ہوا اکسیر کا

اشک کے دریا بہے یاد زلف یار مین — ہے گمان اب غو ہی سر پر دام ہا گھیر کا

ہو گیا مجنون مین ایک عیسی نفس کو عشق بھر — شور ہے چرخ چہارم تک مری زنجیر کا

ہاتھ کیسے خالی آتا ہے ہلاتا نامہ بر — کیا جواب صاف پاسخ تھا میری تحریر کا

دل بتو کیا اوس بت کا پتھر مین سبی ہوتا ہے آتش — تا فلک پہنچے ہو نالہ صاحب تاثیر کا

آگیا گہوارہ سے طفلی مین جنازہ کا خیال ... ہوگئی یاد کفن عالم جو دیکھا شیر کا

ہوگیا گشتہ رحیم اک سیم تن کے عشق مین
کیون نہ اپنی خاک پر عالم ہوا اکسیر کا

نکلجائے نہ دم میرا نہ لو تم نام جانیکا ... اجل کو ڈھونڈھنا ہے آجائیگا موقع بہانیکا
نہین کھلتا ہے عقدہ غنچۂ تر کے مسکرانیکا ... لبا ہے دہین شاید شوق بلبل کو ترانیکا
نہین شکوہ مجھے گھر پر ترے غیرون کے آنیکا ... نکما ہے پر خدا را تو قصد کر غیرون کو جانیکا
شب ہجر انکو موت آئے تو روز وصل پیدا ہو ... الم نکلے تو رستہ ہو خوشی کو دلمین آنیکا
جگر ہے چاک سینہ شق اور دل زخمی ہے تیر کا ... تپا اے چارہ گر ہوگا رفو کس کس ٹھکانیکا
تمنا ہے یہی دلمین ترے ہاتھون سے قاتل ہو ... تماشا دیکھے اک عالم ہمارے سر کٹانیکا
کبھی چین بر جبین ہو اور کبھی ہو خندہ پیشانی ... نکالا تم نے ڈھنگ اچھا رولا کر او ہنسانیکا
قیامت آئیگی ہو جائیگا برپا ابھی فتنہ ... خدا کیو اسطے مت نام لو اونکو جگانیکا
اٹھے ہو جب ترا ہی جذب دل دوڑے چلے آئے ... ارادہ کر چکے جب پاؤن مین مہندی لگانیکا
شب وصل قرین تجھکو کہ میری عیب پوشی کی ... یہ روز ہجر کا ہی کام تھا خاکا اوڑانیکا
ہوے پیدا ہوے دم مین مثال موج دریا ہم ... نہ شادی زیست کی ہمکو نہ غم ہی موت آنیکا

تمنا آگے آگے دیکھئے کیا کیا کرے رحیم
ابھی تو ہے سحر اور پتھر ہے اوسکو آستانیکا

مغرور نہ ہو حسن پہ ایجان نہ رہیگا ... مہمان ہے کوئی دم کا یہ مہمان نہ رہیگا
چھا جائیگی خزان فصل بہار آئیگی اکدن ... گلشن مین صدا بلبل نالان نہ رہیگا
شداد کیا تونے جو دعوے خدائیکا ... معلوم نہین تھا کہ یہ سامان نہ رہیگا

گر وصل ہوا اوس بت مہوش کا میسر
یہ طول ترا ای شب ہجران نہ رہیگا

وہ قامت موزون جو کبھی باغمین آیا
سیدھا یہ کبھی سرو گلستان نہ رہیگا

دیوانو ینے کہدو کہ چلی باد بہاری
باقی اب کوئی تار گریبان نہ رہیگا

گریہ وزاری کا یہی ہے گر ہتبری عالم
ڈوبیگا جہان دیدہ گریان نہ رہیگا

نکلیگی میرے سینہ سی جب آہ سوزان
جل جائیگا یہ گنبد گردان نہ رہیگا

اکدم کا یہ دم سینہ مین مہمان ہی رحیم
سب چھوڑ شرارت کہ صدا یہان نہ رہیگا

حباب نیلگون ہی چرخ نیلی چشم گریان کا
سحاب وصاعقہ ہے دود وشعلہ آہ سوزان کا

کسی کی جستجو مین ہی اسی پہ دال ہوتا ہے
ہمہ تن چشم ہوکر دور کرنا چرخ گردان کا

یہ نکلا ابر سی خورشید یا دلدار پہ دسی
یہ لیل و بدر ہی یا زلف ورو ہی میری جانان کا

سراسر فرق ہی گر مانگ کو مین کہکشان سمجہون
بجا ہے گر کہون ظلمات مین ہی چشمہ حیوان کا

ہنین محراب ابرو اس بت کافر کی ای زاہد
یہ دار الحرب ہی واللہ کعبہ ہی مسلمان کا

دُرِ دندان جو وہ یاقوت لب کہولتی ہے
چھپے موتی صدف مین خون ہو لعل بدخشان کا

سراو سکا قاف ورہی مژگان الف ہمو دیکہو
مری جانان کی صورت سی ہی ظاہر نقشہ قرآن کا

تماشا ہے پرستان روز و شب حاصل ہے رحیم کو
بسا ہے جیسے انکھون مین تخیل شاہ پریان کا

بام پہ ہنسے رخ یار کا جلوہ دیکہا
سحر آنکہو سکا نگا ہو نکا کرشمہ دیکہا

چشم تر خاک بسر چاک گریبان دل زار
عشق کا ہم نے یہ دنیا مین نتیجہ دیکہا

اس وڈہائی سے نکہ ینکا نتیجہ کیا ہی
دل کو مٹی مین چھپا رکہا ہو دیکہا دیکہا

دیکھکر اب ترے بیمار کو کہتے ہین طبیب / ایسے بیمار کو ہوتے نہین اچھے دیکھا

جوش وحشت مین پسند آیا نہ قصہ کوئی / ہمنے دیکھا بھی تو مجنون کا فسانہ دیکھا

وصل کی شب مین ترقی ہوئی ارمانونکی / حوصلے بڑھ گئے جب یار کو تنہا دیکھا

دل پہ قابو بھی رہے یا نہ رہے اے رحیم
سینہ آج کسی معشوق کا ابھرا دیکھا

ہے پاس ترے غیر دل آزار ہمارا / دل کیون کر نہ ہو مائل پیکار ہمارا

وہ ہم نہین آجائین جو دھمکی مین عدو کی / دل دیکھ لے کوئی سر پیکار ہمارا

اب آتی ہے نالون کی صدا دل سے الٰہی / پیدا ہوا کوئی کیا دل آزار ہمارا

اے چرخ نکر جور و ستم اہل زمین پر / نالہ نہ کبھی جائیگا بیکار ہمارا

در پہ جو کھڑا ہونے نہ دینگے ترے دربان / لیجائیگا بستر پس دیوار ہمارا

جان دینگے سو جو ہین دل ہی جگر اپنا / اسپر بھی ستم کرتا ہے دلدار ہمارا

کیون ہمکو چڑھاتا ہے فلک دوش صبا پر / کیا بار زمین کو ہے تن زار ہمارا

افسوس کہ بالین پہ اجل آ ہی چکی پر / آیا نہ عیادت کو مگر یار ہمارا

زاہد نہ بچے رشتۂ الفت سے بتونکے / گر ڈالے گردن مین وہ زنار ہمارا

زاہد سے مطلب ہے نہ کعبہ سے غرض ہے / دنیا مین بتون سے سروکار ہمارا

پوچھیگا خدا حشر مین رحیم تو کہین گے
بیجرم ہین ہم دل ہے گنہگار ہمارا

لکھا درد کے خون آنکھونسے نامہ روسیاہ انکا / بنا ہے اپنا قاصد ایک جھونکا باد صرصر کا

کھڑے ہی قبر دونسے ہون مردے اگر ہو حکم داور کا / تمہاری سرد مہری نے جمایا رنگ محشر کا

صنم کے عشق مین کیا زار ہو کر ہم تو آئی — اٹھا بیٹھا کو جو لوگ آئی ملا مر دہ نہ بستر کا

کیا خود ذبح پھر وہ فرماتے ہین غیر نے — نہ کچھ خوف خدا او سین جگر دیکھو لاوں کا

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا بولا وہ یون ہنسکر — ترا مرقد ملا دون خاک مین یا سر کا

ہمارا دل جو اوسکی مانگ نے مانگا نہ پھر آیا — یقین ظلمات سی پھرنا ہی کیونکر سکندر کا

ملا یا خاک مین تن مین پھر ون ات سر گردان
لقب اسواسطے ملا رحیم ہمکو قلندر کا

بیان ہو کیا دلا اب آرزوی تیغ قاتل کا — ستم ہی طایر جان پہ تڑپنا مرغ بسمل کا

دہانِ زخم پانی مانگتے ہین تیغ قاتل کا — تن مجروح سی شاید ملا ہی خون سائل کا

نشانہ زندگانی ہین رہا مین تیر قاتل کا — الٰہی تیغ قاتل سبی بچ تو وہ مر گل کا

نہین تل بھر جگہ باقی زمین پر ہاتو مردونسے — جسے دیکھو تو کشتہ ہی ترے رخسار کی تل کا

نظر آتا نہین وہ گل مجھے گلزار عالم مین — بدلنا چشم سے مجکو پڑا چشم عنادل کا

تری آنکھونکی عاشق گھورتی ہین چشم آہو کو — اسیر زلف پیچاں شوق رکھتے ہین سلاسل کا

نہین انجم یہ میری آہ سوزانکی شرارے ہین — جسے کہتے ہین خورشید فلک اک داغ ہی دل کا

مشابہ سنبل و نرگس سی چشم زلف ہی لیکن — تفاوت ہی بسر ہو ہمین فرق ہمین ہی اپنے کا

تصور ہی مجھے دار بقا مین دار فانی کا — مسافر ہون وہ جسکو سوچ ہی منزل نہ منزل کا

غضب ہی کہ دشمن سبی کچھ تھام لیتے ہین
کہون کیا دوستونسی ای رحیم اب ماجرا دلکا

دربدر خاک بسر جب پھری شیدا تیرا — نام بدنام کیون ہو ستم آرا تیرا

ای صنم حسن دو روزہ پہ نہ ہو تو مغرور — دو گھڑی دن کو بہی یاد ہی گھٹانا تیرا

تو بھی گردش مین ہی کیون مریطرح اے چرخ
آگیا کیا کہین گردشمین ستارا تیرا

وعدہ وصل مین سب عمر کٹی جاتی ہے
کیا غضب ہی ستم ایجاد دلاسا تیرا

آنکھ کے لڑتی ہی دل چھین لیا اے رحیم
اب وہ کہتے ہین کہ ہو پاس مری کیا تیرا

محمد کہ آمد سراجاً منیرا
بمومن و کافر بشیراً نذیرا

از و مومنین را ہدورقیاست
حذاوند جنت و ملکاً کبیرا

ز انکار او کافرین را رساند
حذاوند در دوزخ و ساءت مصیرا

محمد کہ دادہ حذا ایشں بزرگی
نمو دہ ہمیشہ شرابا طہیرا

کرامات بنی را کس نداند
ولو کان بعض لبعض ظہیرا

سجدیان منکر دلیل حنیفہ
در حدیث بنوبیت سراجا منیرا

محمد محمد بگو تو رحیبا
کہ ذکرش خدا کردہ ذکرا کثیرا

سدا حال یکسان نہ رہا ہے کسیکا
بھلا یہ فلک بھی ہوا ہے کسیکا

عبث ہو گیا مرا دشمن رہا نہ
تمہین چاہا اور کیا کیا ہے کسیکا

تمہین میرے سر کی قسم صاف کہدو
کہ دل لیکے تمنے دیا ہے کسیکا

نہین مجپہ موقوف اور و نسے پوچھو
وہ نا آشنا آشنا ہے کسیکا

خدارا کوئی جا کی اوس بت سے کہدے
کہ عاشق کہین مر رہا ہے کسیکا

مری لاش شہکرا کی مقتل مین قاتل
لگا کہنے یہ خون بہا ہے کسیکا

بہا لیکی خط اوسنے قاصد سے میرے
کہ ہان نام اسمین لکھا ہے کسیکا

اطاعت کرون غیر کی کیون مین رحیم
بہلا کیا وہ حاجت روا ہی کسیکا

کیون ہو نہ دود آہ مین عالم سیاہ کا — دریا ہی موجزن مری چشم پُر آب کا
دریا ہی مے سے ہے نزاکت سی جائیے — اوس بحر حسن کی لئے ساغر حباب کا
عارض کو اپنے وہ یہ صباحت سے کہتے ہین — شاخِ سمن پہول لگا ہے گلاب کا
اللہ رے دماغ یہ ساقی کے ناز کو — ہو جاوے مست نام سنے گر شراب کا
افزون حساب سے ہین جو لا اوسکی رحمتین — ڈر اوس حساب سے نہین روز حساب کا

آیا ہی اوسکی شان مین لولاک اے رحیم
یہ رتبہ ہی جناب رسالت مآب کا

خال عارض سے تری دور ہوا خوب ہوا — قابض حسن تہا کافور ہوا خوب ہوا
آگیا آنکہو مین یک لخت سرور الفت — نشۂ عشق سے مین چور ہوا خوب ہوا
کل تلک داغ کلیجے پہ نظر آتا تہا — آج اوس داغ مین ناسور ہوا خوب ہوا
تیر غمزونکے سہے اور ناز کے نشتر کہائے — دل مرا خانۂ زنبور ہوا خوب ہوا
تو وفادار جو ہوتا تو نہ ہوتا معشوق — بیوفائی مین مشہور ہوا خوب ہوا

بہولے پن پر تو ترے مر ہی چکا تہا رحیم
بچگیا اب جو تو مغرور ہوا خوب ہوا

جس رنگ مین اے یار مجہے تو نظر آیا — ایسا کوئی گل بہی نہین خوشتر نظر آیا
مونس نہ شب ہجر مرا کوئی تہا لیکن — یہ عشق فقط قوت بازو نظر آیا
وہ کونسی جا ہی جہان دیکہا نہین تجہکو — جلوہ ترا ایجان ہمین ہر سو نظر آیا

اے یار تجھے جیسا سنا ویسا ہی پایا
کچھ فرق نہین اسمین سر مو نظر آیا

تلوار سے ٹکڑے مرے ہون گر یہ ہے تقدیر
ہے خواب مین اک بت کا جو ابرو نظر آیا

تسخیر کیے دل کو کیا ایک نظر سے
آنکھون مین صنم کی مجھے جادو نظر آیا

شکوہ نکرو دشمنی دہر کا رحیم
دانا کا تو دشمن ہے ہر سو نظر آیا

ہے وصل کی شب بر مین ہی تنگ قمر اپنا
کہدو کہ مجھے منہ دکھا ہی سحر اپنا

نظر آتی نہین افسوس کہین صورت یار
آنکھین مشتاق کدھر کو گیا دلبر اپنا

آئے نہ عیادت کو گھڑی بھر کبھی کسی دن
ہونٹون پہ یہان دم رہا دو دو پہر اپنا

کسکو حال دل غمناک سناون جاکر
نہ یار کوئی نہ مونس و یاور اپنا

دل کو چین آئے نہ باقی ہو الم سے جان کو
کاش وہ ماہ دکھا دے رخ انور اپنا

بے پردگی ہوتی ہے گر اے جلوۂ [illegible]
ہے مردمک چشم مین وہ جلوہ گر اپنا

صبر کر جان حزین کر نہ ابھی رخصت تن
خون رو رو کے نکر اے دل مضطر اپنا

دی آگ لگا سوزش غم نے تو جگر مین
کچھ حوصلہ تو بھی دکھا اے چشم تر اپنا

سینہ پہ رکھے ہاتھ وہ آئین مرے گھر تک
اے جذب دل اتنا تو دکھا ہے اثر اپنا

گردش چرخ پڑی اور یہ پایہ تو ہمیں
کوئے جاناں سے اٹھا گیا بستر اپنا

کچھ پتہ خانہ بدوشون کا نہ پوچھو صاحب
قلعہ حسرت و اندوہ مین ہے گھر اپنا

پہونچا ہے وہی منزل مقصود کو رحیم
اس عشق کو جس نے کیا رہبر اپنا

اس ہجر کے جو بندھا آج ہے سر پہ سہرا
لعل و گوہر سے ہے گوندھا گیا کیسا سہرا

ذکر سہرے سے کہلے غنچہ مضمون کیا کیا / عطر جنت سے بسایا ہی سراسر سہرا

ہر لڑی سہرے کی ہے رشک شعاع خورشید / دیکہا ایسا تو نہین آنکہ نے اور سہرا

نیک ساعت ہے گہڑی نیک ہے تاریخ سعید / لوگو باندہو سر نوشاہ پہ لاکر سہرا

سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سرپیچ / اور سرپیچ پہ زیبا ہوا اپر زر سہرا

آکے جنت سے ابہی دیوے مبارکبادی / دیکہیے رضوان جو ترا ای مہ انور پنہا

فیض رحیم سے مندہا رنگ ہے خوب ہی سردار
محو محفل کو کیا تمنے ہے گاکر سہرا

دیکہنا عاشق شیدا کا جنازہ نکلا / اپنی محفل سے جو نوای گل رعنا نکلا

وعدہ وصل پہ اصرار کیا جب مین نے / اب نہ آئینگی کبہی یار یہ کہتا نکلا

اپنا سینہ تو دکہا مین بہی دیکہون کیا ہے / اوبہرا اوبہرا نظر آتا ہے کچہہ اٹہا نکلا

آہ روتی ہوئی اور نالہ تہا کرتا ماتم / اسطرح عاشق شیدا کا جنازہ نکلا

خانۂ دل مین ہے رحیم آپکے دخل بتان
کیا خدا کے گہر مین بہی انکا اجارہ نکلا

ضبط سے باہر جو یہ سوز نہان ہو جائیگا / ای فلک ایسا جلیگا تو دہوان ہو جائیگا

رحم کر کچہہ رحم کر پیر فلک لڑکا نہ بن / مجہہ جوان کو پیس کر کیا تو جوان ہو جائیگا

مجہہ مریض عشق کو تونے اگر اچہا کیا / نام تیرا ابہی مسیحائے زمان ہو جا ئیگا

شکل عنقا ہو رہا ہے اونکا مضمون دہان / طائر فکر اب مرا گم آشیان ہو جائیگا

جاتا ہے قاصد نشان پا مٹاتا جائیو / آئیگا وہ بدگمان تو بدگمان ہو جائیگا

اب بہار آتی ہے کر لے چہپکے تو عندلیب / موسم گل پہر تو ہمرنگ خزان ہو جائیگا

پاؤن پر گرکے جو پوچھا وصل میسر ہوگا کب — بوسے دیکھا جائیگا اور خیر یا منہ ہو جائیگا

سیل گریہ تری طغیانی کہ پہونچا تا بسر — سر سے بالا گر ہوا غرق آسمان جائیگا

اور رہی چندے گر یوہین مشقِ سخن رحیم
رفتہ رفتہ ترا عالم قدردان ہو جائیگا

خدا جانے اٹھا کیون دیکھتی ہے درد پہلو کا — شاید زخمی ہوا ہین تیر مژگان تیغ ابرو کا

کوئی بسمل ہے ابرو کا کوئی مارا ہے گیسو کا — ہین کشتہ ہون فقط اوسکی نگاہ چشم جادو کا

اثر افسون گردن کی کچھہ نہین ہے تاہی جھوٹا — زمانہ مین نہین ہے منتر اونکی مار گیسو کا

چپا کرتا ہے تنکے اوپر پرو تیر اوپر — سلیمان سے لکھا کر لادے اک تعویذ بازو کا

لئے پھرتے ہین بیت اللہ کو ہمراہ دیتا ہین — تصور ہر جگہ اے بت ہے تیرے کان ابرو کا

سر بازار یون قاتل نے دو ٹکڑے کیا مجکو — بیرا یہ جسطرح سے ہو ہر اک پلہ ترازو کا

سحر اکبر جم مین ساحران چاہ بابل ہون — پڑہ ہون افسون جو اوس ہر جنبش ابروی چشم کا

جو چہرہ مہر محشر ہے تو قامت اک قیامت ہے — بلا اوپر سے ہے ایڑی تک لٹک آنا یہ گیسو کا

چمن مین حشر برپا ہوگیا رفتار گلرو سے — بہ رنگ صور اسرافیل ہے ہر پھول شبو کا

ہوے ہین دفن ہوکر مرد خرد گنج شہیدا ہین — چھپا کر پان قاتل نے ہماری قبر پر تھوکا

نہ کھون تاج شاہی سر پر مین اوسکی مقابل ہین — اگر مجکو میسر آئے تکیہ اون کے زانو کا

یاہی زلف شبگون کی مری آنکھو مین چہائی ہے — گمان ہوتا ہے خورشید فلک پر جگنو کا

خدا یاد آتی میہان بسر ہوگی نہ عمر اپنی — کہ یہ صحرا ہے وحشتناک اک میدان ہے ہو کا

رحیم مانگتا ہون یہ دعا حق تعالے سے
نہین پروا ہے زر مجکو الفت کا ہو ہو کا

آپکی زلف پہ ای جان وہی شیدا ہوگا
کچھ خلل ہوگا جسے یا کوئی سودا ہوگا

راہ مین جو تری مرجائیگا جینا ہوگا
زندگانی دوامی کا قرینہ ہوگا

جان دینے سے مری کہتا ہی تو کیا ہوگا
ارے نادان ابھی ایک حشر سا برپا ہوگا

سارا عالم جو مسخر تری نظرونسے ہوا
آنکھ مین مہر سلیمان کا نگینہ ہوگا

اجنبی جان کے ناراض عبث ہوتے ہو
اپنے کوچہ مین تو اکثر مجھے دیکھا ہوگا

جوشش وحشت جو یہی ہی تو گریبانکیطرح
چاک اے دست جنون دامن صحرا ہوگا

مرتے ہین طول امل پر جو جہانمین تنہا
رشتہ درکار پے سوزن عیسیٰ ہوگا

میری فریاد کی لوگونسے شکایت جو سنی
سنکے فرمایا کہ ہان ہان وہی روتا ہوگا

خط لکھا اک بت گم گشتہ کو قاصد میرا
رہ غلط کردہ کہین ڈھونڈتا پھرتا ہوگا

میرے مرنے کی خبر سنکے کہا ظالم نے
بہتر خوب ہوا اب تو نہ جھگڑا ہوگا

عشق بت مین ہی عبث کرنا نصیحت ناصح
جان جائیگی مری اسکے سوا کیا ہوگا

دن کو موسے وہ دکھائینگے خدا کی قدرت
ہاتھ مہندی سے برنگ ید بیضا ہوگا

ضبط لازم ہے نہ کر چیخ کے نالے رحیم
یہ وہ باتین ہین کہ تو خلق مین رسوا ہوگا

ردیف بائے موحدہ

ہو چہ زیر زلف پریشان ہین خال کب
بے دانہ کے بچھاتے ہین صیاد جال کب

چھپتا ہے زلف سے ترا حسن و جمال کب
آتش کو روکے ہے دھوئین کی مجال کب

پوچھے ہے ای نسیم وہ گل میرا حال کب
آتا ہے بلبلون کا گلون کو خیال کب

طاؤس و کبک کو گلچین نہین مناسبت
پاوینگے میرے گل کی بھلا بول چال کب

ٹپکا ہے لعل چشمۂ خورشید سے کوئی
اوس مہر کے دہن سے گرا ہے اگال کب

ناخن اوٹھالیا ہے ترے پا کا آسمان و
روشن فلک پہ ہوتا ہے ایسا ہلال کب

ہاتھ آئے دیکھو کب ثمر نخل آرزو
جوبن پہ آئے دیکھئے وہ نونہال کب

سانچے مین ہے ڈھلا قد بالائے گلعذار
لاویگا ایسے سرو چمن چال ڈھال کب

نرگس کہان ہے اور کہان چشم شوخ شوخ
عین خطا ہو جسمین وہ دینگے مثال کب

قاتل کی تیغ کاٹیگی ویسے جگر تلک
روکیگی اون کے وار کو سینہ کی ڈھال کب

قاصد سنبھل کے جائیو قاتل کے روبرو
پوچھیگا تجھسے وہ مری فرقت کا حال کب

ہے مفلس غریب عاجز و عاشق رحیم
اب وصل سے کروگے اسے تم نہال کب

داغ درون مین ہے مرے تاثیر آفتاب
گویا کہ لوح دل پہ ہے مرے تاثیر آفتاب

برق جمال حسن سے ڈالا جلن مین کیون
کیا دیکھی روئے یار نے تشہیر آفتاب

دیکھین جمال رخ پہ نور کا ترے
بیشک کرین مجوس بھی تکفیر آفتاب

گھر مین عدو کے جلوہ کنان ہے وہ ماہرو
برج زحل مین پھوٹی ہے تقدیر آفتاب

فیضان عام ہوتا ہے اہل کمال کا
کس جا نہین ہے جلوہ تنویر آفتاب

برق جمال جلوۂ وحدت کا ہے ظہور
مرغ سحر کی بانگ ہے تکبیر آفتاب

خون ہے کسیکا یا کہ شفق ہے بوقت شام
کسکو شہید کریگی یہ شمشیر آفتاب

پھرتا ہے سارے دن کہ رخ یار دیکھ جائے
چلتی نہین پہ کوئی تدبیر آفتاب

رحیم کے دل سے حال رخ پہ چھپا تو سن

ذرہ سے جا کے پوچھ تو تکفیر آفتاب

دیکھ سکتا تھا کہاں روئے پیمبر آفتاب
ابر کے منہ پر چھپا لیتا تھا چادر آفتاب

گر زمین پر دیکھے ترا روئے انور آفتاب
صورت آئینہ گردون پہ ہو ششدر آفتاب

وہ سپہر حسن ہو ساقی جو زیب انجمن
میکشی کے واسطے بنجاے ساغر آفتاب

دیکھکر روز ترا روئے انور بی نقاب
پردہ شب مین نکلجاتا ہے چھپکر آفتاب

شرم آتی ہے قمر کو روے روشن سے ترے
منفعل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اکثر آفتاب

جب سے دیکھا جلوہ انکھون نے کسیکا اے رحیم
میری نظرون مین ہے ذرہ سے بھی کمتر آفتاب

باغ عالم مین نہین یون اوس گلتر کا جواب
جیسے گردون پہ نہین مہر منور کا جواب

لکھتے ہین اک عمر سے ہم خط دلبر کا جواب
طول مضمون سے ہوا ہے نامہ دفتر کا جواب

سرخی یاقوت لب لعل احمر کا جواب
زلف مشکین مشک چین و سنبل تر کا جواب

یا الٰہی کیا ہوا اکا نہین کٹتا یہ دن
روز فرقت ہو گیا کیا روز محشر کا جواب

صورت ہد ہد مگر یہ لی اوڑیگا خط شوق
ہے ہمارا مرغ دل گویا کبوتر کا جواب

اوسکی جنبش سے سر جانباز ہوتی ہے فدا
اے ستمگر کیا تری ابرو ہے خنجر کا جواب

نالہ زنجیر پا مثل صداے صور ہے
داغ دل ہے آفتاب روز محشر کا جواب

ہے ادھر مژگان صف آرا اودھر ہجوم خط اودھر
دیکھیے کیا خوب لشکر ہے یہ لشکر کا جواب

فوج مژگان کی صفین اے ترک ہین تفسیر نہین
تری ہر دو چشم ہین کپتان مچھر کا جواب

خط کی پیشانی پہ چین لکھا یار نے انکار وصل
اس اشارہ سے دیا میری تقاریر کا جواب

کوئی حاسد کو اعدا ہینگے یہ اعدا انتظام

رحیم کس کس کو دو ہمین قول تبر کا جواب

ردیف پار فارسی

مجکو چہوڑ اسکے ناصحا اوس فتنہ گر سے آپ
کرتے جدا ہین جانکو جسم و جگر سے آپ

نفت یہ دلمین آپکو آئی کدھر سے آپ
کب سے ہوا خیال جو آئے اودھر سے آپ

گذری ہی شب وصال گذرتا ہون ہو چلی
دلوائے کفن مجھے جیب سحر سے آپ

بجلی گراتی پہرتی ہے ساری جہان پر
خالی نہ سمجھین آہ کو میرے اثر سے آپ

دلمین ہی پہونکدون خس و خاشاک جہانکا
واقف نہین ابہی مرے سوز جگر سے آپ

سر سے عدو کے رشک کا شعلہ نکل گیا
مہندی لگا کے پاؤن نکلے جو گھر سے آپ

ہر سو خیال آپکو لیجاتے ہین مجھے
واقف نہونگے اس مرے مخفی سفر سے آپ

اس سحر مین ہون نہ کہین روز و شب شہید
دن رات بحث کرتے ہین شمس و قمر سے آپ

فانی سے جاودانی مین اب دل کہنچ گیا
آئے جو اسطرف سے تو جاؤ ادھر سے آپ

خامہ ہمارا اتنا مزا دو بنگیا
شیرین ہر ایک شعر ہے شہد و شکر سے آپ

محلس مین شاد کرتے ہو غیرونکو روبرو
واقف ہوئے رحیم کے شاید ہنر سے آپ

جذبہ عشق دکہلا دیگا اثر ایسے آپ
دیکہہ لینا وہ چلے آئینگے میرے گہر آپسے آپ

اشتیار نظر سے نہین پہنچا اوس تک
کسلئے لچکے ہے اوس گل کی کمر آپسے آپ

دل کو روکا جو ترے کوچہ مین جانیسے صنم
بہکے آنکہونسے چلے لخت جگر آپسے آپ

زلف کو رخ پہ ترے دیکہہ کے کہتے ہین سبہی
ملتے ہین خوب یہان شام و سحر آپسے آپ

بلبلو باعمین کیا رشک چمن آیا ہے — پھر تسلیم مجھکے برگ و شجر آپسے آپ

کھٹکا ترے ناوک مین اثر ہے قاتل — مثل خس دوڑ کے بیٹھی ہے جگر آپسے آپ

دین و ایمان بہی لیا دل بہی لیا جگر بہی لیا — اب پہری جاتی ہے کیون نظر آپسے آپ

حسن انکا ہین پیرہن بہی زایل ہوگا — شمع یہ وہ نہین جو گل ہو سحر آپسے آپ

پہرے رونیہ وہ کہتے ہین غضب ہین ہنسکر — خوب بہتے ہین ترے اشک گوہر آپسے آپ

سچ تو یہ ہے کہ فن عشق مین جو ہے مشتاق — اوسکو آجاتا ہے ہر ایک ہنر آپسے آپ

پیش آیا نہ ابہی حرف مغان اے رحیم
ہوتے افلاک ہین کیون زیر و زبر آپسے آپ

ردیف تاء فوقانی

ہوئی یہ ہجر مین مجہہ نیم جانکو بہاری رات — گران ہو قبر پہ مردے پہ جیسے ساری رات

تمہارے ہجر مین یون ہین شمع رو گذاری رات — کہ مثل شعلہ رہی سوز غم سے ساری رات

جو نور رخ سے شب قدر ہے تمہاری رات — تو داغ دل کی چمک ہے دن ہماری رات

عجب تھی پیر مغان سجدہ کی پیاری رات — کہ محتسب نے اوس بزم مین گذاری رات

تصور گل عارض سے باغ باغ ہین ہم — عجب شگفتہ یہ دن ہین عجب ہے پیاری رات

نگاہ ناز سے بسمل کو دم مین قتل کیا — غضب کی ظالم دلبر چلی کٹاری رات

اوسکے موبمو اوسمین نہ مرغ دل سمجہا — بنا تہا گیسوی پیچان عجب شکاری رات

سحر تلک مرے سینہ پہ سانپ لہرائے — صنم نے زلف دوتا اپنی جب سنواری رات

کیا ہے وعدۂ وصل اوسنے آج اے رحیم

خدا کرے ہو مبارک تمہیں تمہاری رات

تو نے نہ لی خبر ... تمام رات | تڑپا کیا میں بستر غم پہ تمام رات
اندوہ و یاس حسرت و ارمان ہی رہے | سوئے نہ اوس صنم سے لپٹ کر تمام رات
اللہ رے احتیاط نہ اونکی شب وصال کو | سوئے وہ رکھکے بیچ میں خنجر تمام رات
دن تو کٹا یہ نالہ و زاری سے شام تک | کیونکہ کٹیگی ہجر میں دلبر تمام رات
ہستی عدم کی ہے میان یار کا خیال | کھٹکے ہے بال آنکھ میں دن بھر تمام رات
آئی جو یاد زلف صنم تو لوٹتے رہے | مار سیاہ سینہ کے اوپر تمام رات
رشک مسیحا جلد خبر لے فراق میں | کاٹی ترے مریض نے مر مر تمام رات
ارمان وصل رہگئے دل میں گذر گئی | کھلتے ہی کھلتے شگون کے دفتر تمام رات
دیکھا جو اوسکے چہرہ روشن کو بے نقاب | نکلا نہ شرم سے مہ انور تمام رات
جب سو نگے ہم اے فلک پیر کینہ ور | کس پر ستم کریگا یہ دن بھر تمام رات

رحیم حسن رسول نما کا یہ فیض ہے
آتے ہیں خواب میں پیغمبر تمام رات

حجکو دلبر سے اب ملا قسمت | ہوتا ہوں تجھ پہ میں فدا قسمت
دی بہت خوب یا خدا قسمت | کس سے مانگوں میں تجھ سوا قسمت
دست قدرت سے اپنے اے خالق | لکھ ہی بنجائے وہ بنا قسمت
کبھی ہے دوست اور کبھو دشمن | ہے عجب تیرا ماجرا قسمت
وصف شاہ ہو سکا مجھ فقیر سے | لائے اور رنگ و لو یا قسمت
کبھو دیا نامہ بر نے خط کا جواب | اپنا لکھا تو ہی دکھا قسمت

فضل خالق سے ہم نہین مایوس | کیون بار بار کہین یا قسمت

کیون نہو شاد دستاد یہ رحیم
مہربان ہو جو مدعا قسمت

ردیف ثائے مثلثہ

کرتے ہو عشق مین کیون شکوہ تقدیر عبث | ہوتی ہے نہ تقدیر کے تدبیر عبث
کہینچے کشتہ ابرو پہ ہو شمشیر عبث | قید سے زلف کو دکہلاتے ہو زنجیر عبث
ہو نہ تقدیر جو یاور تو ہے تدبیر عبث | نقش و تعویذ عبث عامل و تسخیر عبث
دل کو رہتا ہے تری زلف مسلسل کا خیال | مثل مجنون ہے یہ وابستہ زنجیر عبث
گرد سے زیر زمین تو نے ہزارون عاشق | کینہ سینہ مین ترے ہے فلک پیر عبث
فصل گل ہے ابہی تا تو نہ اوڑیگی صیاد | بے قفس کہینچے ہے مانی مری تصویر عبث
وہ تو لکہتے ہی نہین ایک بہی نامہ کا جواب | بہیجتا ہون اونہین تحریر پہ تحریر عبث
خواب مین کب نظر آتا ہے وہ رشک یوسف | پہرتا ہون مثل زلیخا پے تعبیر عبث
بیخودی زلف کی سودے مین ہوئی ہے مجہکو | ایسے دیوانہ کو پہناتے ہین زنجیر عبث
حضرت عشق کو مرشد ہی سمجہتا ہون دلا | جسکو بیعت نہین اسکے وہ ہے پیر عبث
جذبہ شوق شہادت سے بہت ہون بیتاب | قتل کرتے نہین مرے کرتے تاخیر عبث
چین جبین ہوکے نہ ابروسے ملا و آبرو | کیون لڑاتے ہو یہ شمشیر سے شمشیر عبث
آج کا کام نہین چاہیے کل پر رکہنا | وعدہ وصل مین تم کرتے ہو تاخیر عبث
تو کرے لطف کی جسپر نظر اے بندہ نواز | کیمیا ہے وہی اور نسخہ اکسیر عبث

مصحف رخ سے کر و چشم بصیرت روشن
رحیم آپڑہتے ہو و اللیل کی تفسیر عبث

صاف دل ہے نہ یار کیا باعث
آئینہ مین غبار کیا باعث

صاف اہل زمین ہین سب جیسے
ہے فلک کو غبار کیا باعث

کیا ستاتا گلون کو گلچین ہے
نالہ زن ہے ہزار کیا باعث

خشک لب چہرہ زرد آہ ہے سرد
چشم ہے اشکبار کیا باعث

رحیم رک گیا ہے قاتل کا
خنجر آبدار کیا باعث

ردیف جیم تازی

کیا جلوہ نمایان ہین وہ رشک قمر آج
خورشید قیامت ہے ہر ایک داغ جگر آج

اوس مہر نے دی زلف ہٹا رخ سے اگر آج
رو دین گے سر شام ہی مرغان سحر آج

وہ قتل پہ باندہے ہوئے بیٹھے ہین کمر آج
مین شوق سے قدمونپہ رکھو دیتا ہون سر آج

جان دیتے ہین فرقت مین تری اے گل تر آج
اوس گلشن ہستی سے ہے بلبل کا سفر آج

بگڑی ہی ہوی چتون ہے خدا خیر تو کیجیو
بے طور نظر آتی ہے قاتل کی نظر آج

ہمراہ ترے تیرونکے دل اوڑ گیا قاتل
مرغ دل ہے پر کو لگے خوب ہی پر آج

سر رکہکو مرادار پہ قاتل نے پکارا
لایا شجر خشک ہے الفت کا ثمر آج

دل لیکے چلا قافلہ حسرت و ارمان
کس دہوم سے ہوتا ہے مسافر کا سفر آج

کیا چہوڑینگے بے قتل کئے ہمکو قاتل
ل آج غمزہ آج ادا آج نظر آج

حیران ہون مین اوس چشمہ صفائی عجب ابکی
تھمتی نہین جا جا کے پہسلتی ہے نظر آج

ہنس ہنس کے نہ آئینہ میں تم حسن کو دیکھو
لگ جائے تمہیں دیکھو نہ تمہاری نظر آج

آتا ہے تو آجاؤ وگرنہ کوئی دم میں
کر جائینگے ہم عالم فانی سے سفر آج

شرمندہ لب لعل سے ہے لعل یمن تک
بے آب کیا ہے ترے دندان نے گہر آج

کیا حسن تمہارا ہے کہ ہیں محو تماشا
کل حور و ملک دیو و پری جن و بشر آج

رحیم غنیمت ہے کہ ہم چشم تہ اپنے
دو چار جو بیٹھے ہوئے آتی ہیں نظر آج

سودائے زلف میں نہیں اب سر کی احتیاج
ابرو ہلا دو کچھ نہیں خنجر کی احتیاج

اسکی نہ دُر کی نہ گوہر کی احتیاج
ہے خاک آستانۂ دلبر کی احتیاج

کوچے میں ترے مسکن عاشق ہے اے صنم
خانہ بدوش کو نہیں کچھ گھر کی احتیاج

لیجائیگی اوڑا اوسے بے پر ہوائے شوق
نامہ کو میرے ہے نہ کبوتر کی احتیاج

دل کیوں نہ جائے گلشن کوئے حبیب میں
بلبل کو کب ہوئی نہ گلِ تر کی احتیاج

مہتاب کے داغ تار و شن عارض پہ نہیں
ہے کب سپہر حسن کو اختر کی احتیاج

نظروں سے ترے طائر دل ہو چکا شکار
حاجت ہے باز کی نہ کبوتر کی احتیاج

دریائے اشک دل میں ہے دن رات موجزن
کشتی کو اپنی کب ہے سمندر کی احتیاج

زخمی جو ہو گیا تری ترچھی نگاہ سے
اوسکو نہ تیغ کی ہے نہ خنجر کی احتیاج

سرشار جو ہیں نشۂ وحدت سے ساقیا
ہرگز نہیں اونہیں مے احمر کی احتیاج

جنت کی آرزو ہے نہ غلمان و حور کی
گر ہے تو اپنے نور پیمبر کی احتیاج

اپنا کلام رحیم تو خود سن بگوش جان
معجز بیان کو کب ہے سخنور کی احتیاج

ردیف حاء حطی

غنچہ لب کو جب نہین پاتی ہے روح
شکل بلبل غم سے چلاتی ہے روح

بیچ مین کاکل کے جب آتی ہے روح
زلف کی مانند بل کھاتی ہے روح

جب وہ آتے ہین تو آجاتی ہے روح
جب وہ جاتے ہین چلی جاتی ہے روح

کنج غربت مین رفاقت ہے اسے
اشک مین پیتا ہون غم کھاتی ہے روح

خاک مین ملجائیگی تن کی بہار
دیکھئے کیا گل کھلا جاتی ہے روح

سچ ہے مرنیکو جو کہتے ہین وصال
کھو کے اپنے تئین انھین پاتی ہے روح

وہ مسیحا پھونک دیتا ہے جو دم
قالب بیجان مین آجاتی ہے روح

جلد اپنا کام کر تو اے اجل
زندگی سے میری گھبراتی ہے روح

اب غم دوری سے دل جلنے لگا
کب جہنم کو بھلا بھاتی ہے روح

رخ سے اٹھاؤ شرم کا پردہ کسی طرح
بر آئے عاشقون کی تمنا کسی طرح

کیونکہ بچاؤن دوستو کوئی صنم مین دین
اب مانتا نہین دل شیدا کسی طرح

بوسہ تمھارے عارض انور کا بے لئے
جائیگا بزم سے نہ یہ بندہ کسی طرح

فرقت مین تیری اب تو مری چشم زار سے
تھمتا نہین ہے اشک کا دریا کسیطرح

اک عمر سے ہین زلف کے سودا مین ہم پھنسے
اوترا نہ اپنے سر سے یہ سودا کسیطرح

آخر کو لیگیا مجھے کوئے صنم مین دل
مانا نہ دوست نے کچھ مرا کہنا کسیطرح

بیمار عشق کو ابھی صحت نصیب ہو
آجائے گر وہ رشک مسیحا کسیطرح

قاتل جدا کیو اسکے سر جلد کر قلم — طے ہو یہ روز روز کا جھگڑا کسطرح

مشتاق دید رحیم کھڑا ہے زیر بام
دکھلاؤ آکے بام پہ جلوہ کسطرح

چھاتی مین کوئی نہین مجھسے دلفگار کیطرح — چمن شگفتہ ہے زخمون کا لالہ زار کیطرح
سوکھایا ہے غم مژگان نے اسقدر گلرو — کھٹکتا ہے دل بیمار اب تو خار کیطرح
وہ بادہ کش ہون کہ صوفی ہون حقیقت مین — وہ بے خبر ہون کہ رہتا ہے ہوشیار کیطرح
فلک پہ لاکھہ تپان ہو کر برق یون چمکو — جدا ہے اپنے مگر آہ شعلہ بار کیطرح
برنگ لالہ کھلے داغ عشق سینے مین — خزان چمن مین مرے آئی ہے بہار کیطرح
ہوئی نہ ایک بگولا کہ ہزار بل کھا کے — چمن مین دیکھی جو سنبل نے زلف یار کیطرح

بتون کی رام کہانی کو چھوڑ دو رحیم
کرو عبادت معبود دیندار کیطرح

ہاتھ مہندی سے ہے تیرا ید بیضا اے شوخ — بات مین ہے اثر نطق مسیحا اے شوخ
ہوگیا جب سے تری زلف کا سودا اے شوخ — سر مین وحشت کا ہے بازار مین چرچا اے شوخ
نقش موئے کمر سے ہے سراپا معدوم — دل ہوا عشق دہن مین ترے عنقا اے شوخ
تو جھڑک کر جو ٹک شب مرے پہلو سے چلا — کیا کیا دہن زخم پکارا اے شوخ
مین وہ دیوانہ نہین ہون کہ پہنا ہو زنجیر — ہون تری زلف کا الجھا ہوا سلجھا اے شوخ
زندگی کا ہے ابھی لطف کہ مل بیٹھین وہ — ورنہ کیا ہے جو ہے خضر سا تنہا اے شوخ
نوک مژگان پہ مرے لخت جگر آ آکے — سیر منصور کا کرتے ہین تماشا اے شوخ
دیکھ لیوے سے دل پہ داغ ہمارا جو کہین — اپنے ایک دل پہ نہ نازان ہو لالہ اے شوخ

خوب رحیم سے کی رسم کتابت تمنے
ایسے گلیون مین پڑھی رہتی ہین اکثر کاغذ

مجھکو درکار نہین سود و ضرر کا تعویذ
چاہیے حضرت من درد جگر کا تعویذ

تجھپہ کھلتا نہین کچھ نقر و زر کا تعویذ
چاہیے تیرے لیے شمس و قمر کا تعویذ

وصل دلبر ہو خدا آج میسر ہمکو
لکھدے ایسا کوئی پر جوش اثر کا تعویذ

کو دلنے رشک مہ و مہر کا شیدا ہے فلک
باندھے پھرتا ہے جو یون شمس و قمر کا تعویذ

مرض عشق ہی ایسا وہ بلا ہے جسکے
کند ہے دیکھو نہ فتیلہ نہ اثر کا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

آتش عشق یون نہان ہو کر
آہ سے نکلے ہے دھوان ہو کر

غم کے دریا مین بادبان ہوکر
کشتی تن چلی روان ہوکر

امتحان لو جو قدردان ہوکر
سر بکف آون شادمان ہوکر

کب رہا ہون مین شادمان ہوکر
کہ ہنسی آئی تو فغان ہوکر

ناتوانی سے تار دامن کے
الجھین پاؤن مین بیڑیان ہوکر

ترچھی نظرون سے جسکو صید کیا
تیر مارے مجھے کمان ہوکر

ہون وہ بلبل کہ مین ہمیشہ رہا
گل مین بو کی طرح نہان ہوکر

دہان زخم دیکھکر خندان
تیغ قاتل سے چلے زبان ہوکر

کر سکے کیا بھلا کوئی دشمن
جو رہے دوست مہربان ہوکر

ہین جنون آوارہ ایسے وادیٔ وحشت مین ہم | بھاگے مجنون ایسا وحشت زا بیابان دیکھکر
سایہ اپنا جنکو دکھلائیگا وہ رشک پری | بھاگ گیا اون کو پڑیگا مشکل انسان دیکھکر

منکرین اوس مظہر انوار حق کو چھپ گیا
شپری گویا ہے خورشید تابان دیکھکر

چمکے جوہر کھا گیا خنجر فولاد پہ | مرحبا صد آفرین اپنے دل ناشاد پہ
کیا ہوا سے باغ بگڑی بلبل ناشاد پہ | دام مین پھانسے ہے گلچین لوٹتی ہے صیاد پہ
قمریو دعوے غلامی کا ہے کس بنیاد پہ | سرو جو عاشق ہے میرے غیرت شمشاد پہ
کیا کمر باندہی ہے ظالم نے مری بیداد پہ | داد ہے بیداد ہے بیداد ہے بیداد پہ
نالے سے ہے گنبد گردون چلی جاتی ہین آہ | تیر گویا مارتا ہون ہون بیضہ فولاد پہ
سکے اسکے قتل کرتا ہے تو قاتل دیکھنا | چمکے جوہر خون ہنسا خنجر فولاد پہ
پھر گل کہان گلشن کہان آگئی جب ایام خزان | پھولتی ہین بلبلین ہستی کی بنیاد پہ
گھر لٹوا بین ہے خانۂ دلمین یہ الفت کی بنا | گھر بنا بیٹھین گے اکدن عشق کی بنیاد پہ
آنکھ مین سرمہ دہن مین پان لب پہ ہے مسی | دلبری کی ساری یہ ایجاد ہے ایجاد پہ
کلمۂ سکا سارا نہ شوق وصل اور رنگ پھر گیا | قطرہ قطرہ دینار بامین خامہ فولاد پہ
واعظا حورین ہین غائب ہے خضر پیش نظر | اسپہ چلون کہنے پہ اوسکے یا ترے ارشاد پہ

ایسی جانبازی کسی نے کی عاشقان ہے یہ ہم
خامہ تھا عاشق کا کیا قیس اور فرہاد پہ

ردیف زائے معجمہ

چلا وہ گل تو ہوئی یون گلستان سبز | کہ جیسے ہو قدم خضر سے بیابان سبز

یہ دو سفیدہ ہین محبت ہی سینہ تختی کی ... نہین گیا ہے سر دفن شہیدان سبز

دیکھا ہی ابھی کا گل فوتری جسکو صنم ... لحد سے اوسکی اوگا سنبل پریشان سبز

نہین سبزہ او سکے مصحف رخ پہ ... لکھے ہین کاتب قدرت نی حرف قرآن سبز

کری ہین تجلیان آہون کی اسقدر رحیم
نہ ہوگا ابر سے اپنا کبھی بیابان سبز

کرتی ہی قیامت دل رنجور کی آواز ... ہی شور جہان مین کہ یہ ہی صور کی آواز

پردہ سے ہمین بھی تو سنا دو کوئی گفتار ... موسےٰ نے بہت جا کی سنی طور کی آواز

شیدا انہ ترے حسن کی کیون جن و بشر ہون ... ہے ناز پہ ہی نور قمر حور کی آواز

جنت تو بہت دور ہی ای حضرت زاہد ... بولین تو سنا دین وہ تجھی حور کی آواز

ہے عاشق حق وہی جو کہی ان الحق ... ہے دار پہ یہ حضرت منصور کی آواز

مین عشق مجازی سے حقیقی کو جو پہنچا ... نغمہ ہوئی مرے لئی زنبور کی آواز

سن سن کی غزل آپکی کہتے ہین یہ رحیم
جچتی ہی کہا اوس شاعر مشہور کی آواز

مارا پھرتا ہون در بدر افسوس ... تجھکو مطلق نہین خبر افسوس

کل تھا جس سر پہ تاج زر افسوس ... آج ہی خشت زیر سر افسوس

ہاے ڈہونڈون کہان کہان اونکو ... پھر چکا ہون کدھر کدھر افسوس

قیس فرقت سی مر گیا لیلے ... اتنا رہا ہی تو بھی گر افسوس

یون قفس مین ہی توجہ بلبل کا ... فصل گل ہے نہین ہین پر افسوس

ملکے اسکو نہین یہ بہکگئے ... دل کہان ہی کہان جگر افسوس

اوسکے ملنیکی نہین ہوتی کوئی تدبیر کارگر افسوس
وہ شہ حسن ہے فقیر مین ہون نہین وانتک مرا گذر افسوس

ہجر مین گذری عمر تو ہین رحیم
شب جو ہے آہ تو سحر افسوس

ہمپر اتنا نکرو جور و جفا بس جی بس دیکھلی ہمنے تری خوب وفا بس جی بس
ہتو ہر طرح سے ہے خوب تری فرمانبردار پھر بھی تو ہے ہے رامنت خفا بس جی بس
ہوگیا جور کے ہاتھو نسے میرا سینہ چاک خوش کبھی ہے تو ہو کر نہ لا بس جی بس
ہمنے کیا کیا نکیا تیری رضا کیخاطر اسپر بھی تو صاف نہ ہوا بس جی بس

کیون رحیم بات ہماریکو نہ مانا تو نے
حق مین تیری جو ہو خوب ہوا بس جی بس

کام غفلت کا دلا اب نہین ہشیار کی پاس خواب آئے نہ مرے دیدہ بیدار کی پاس
دیکھ لے مجھکو وہ اوس غیرت گلزار کی پاس پھول کو جسنے نہ دیکھا ہو کبھی خار کی پاس

سب جہان ہیچ ہے جو ہم نہین دلدار کی پاس وقت بہتر ہے گذر جاے اگر یار کے پاس
دفن لازم ہے مرا کوچہ دلدار کی پاس جیسے بلبل کا نشان چاہیے گلزار کی پاس
جب مین جا لون کہ مری آہ مین تاثیر ہے کچھ خود بخود آئے مسیحا دل بیمار کی پاس

آہ و فغان ساتھ ہے دلکو ہر دم یہ سپاہی وہ مین رہتی ہین جو سردار کی پاس
کفر سے باندھا ہے اسلام کو اک رشتہ مین رہنا سبحہ کو کافر کے ہے زنار کی پاس
در قاتل پہ تو بدنامی ندامت لیکن قتل ہوتے ہین بہت رہتے ہین دیوار کی پاس
جیتے جی پھر نہ اوٹھا کوچہ سے ہم گر کر جو کوئی آگیا ہے تیرے طرحدار کی پاس

بے عصا کے تو ہو بیمار کا اٹھنا مشکل
یعنی دنبالہ بھی ہو چشم ستمگار کے پاس

چہرۂ صاف سے پھسلی جو نگاہ اپنی حکیم
مدتوں اولجھے رہی کاکل خمدار کے پاس

نشۂ زر سے ہوئے ہیں یہ تونگر بیہوش
جیسے کم ظرف کو کر دیتی ہے اکثر بیہوش

سارے عالم میں نہیں مجھ سے فزوں تر بیہوش
برسوں پڑا رہتا ہوں بر بستر بیہوش

مرحبا آفرین شاباش ہے تجھکو ساقی
اک چلو میں کیا مجھکو چھکا کر بیہوش

جان ہیں خاک میں ایکروز ملینگے منعم
کیوں ہوئے جاتے ہیں پھر جاہ پہ بیہوش

ثانی حضرت داود نہیں خوش آواز
سب کو کرتے ہیں وہ الحان سنا کر بیہوش

کام کیا کیا ترے عاشق کو مشقت ہوئی
بے زر بیخرد بیدل بے سر بیہوش

ہمدموں ایک چلیگی نہ کسی اوسپر
وقیس ہوگا سگ لیلی سے لپٹ کر بیہوش

تیری آنکھیں وہ رسیلی ہیں اگر یار ہے تو
اک نظر دیکھ لے جسکو ہو سراسر بیہوش

غش سے فرصت جو ملی عاشق خستہ کو تیرے
کر دیا زلف پریشان نے سراسر بیہوش

دیکھ لے جلوہ جو اوس طفل مسلمان کا خطیب
گر پڑے ہو کے وہیں برسر منبر بیہوش

شکر ہے مدہوش خدایا تو مجھے بھی ایسا
جیسا موسی کو کیا جلوہ دکھا کر بیہوش

بحر الفت میں جو ڈوبی ہوئی ہے کشتی ہیں تیرے
ہوش میں ہیں وہ دلی رہتے ہیں جو یکسر بیہوش

عمر گذرے گی یونہیں شغل بتاں میں ناحق
رسیم کچھ تو بھلا ذکر خدا کر بیہوش

ہے چمن میں جو غنچہ لب خاموش
گل و بلبل ہوئے ہیں سب خاموش

ناصح تجھ پہ پڑے غضب خاموش
دیکھ او بے ادب ہیں سب خاموش

اتی ہی شہر خاشان سی صدا
آئے یان ہو کے سبا کی خاموش

درد فرقت سی اسطرح چپ ہن
ہو گیا خلق مین لقب خاموش

جب سی اوس پری دہن کا عشق ہوا
بے زبان ہون مین روز و شب خاموش

ہنس پڑا آج مجہسے خوش ہو کر
تہا مدت سی غنچہ لب خاموش

ہے طرز سخن کہ پیش رحیم
بوالہوس چپ ہین بو العجب خاموش

ردیف صاد مہملہ

ترک کرتا ہون مین دنیا بتقدیر حرص
تا نہ کر جائے مرے دلمین کبھی تاثیر حرص

دم بدم نکلے ہی لب سی کوئی دم کو دم توڑے
کیا بلا کی ہی تجہے اے نالۂ شبگیر حرص

حاصل دام و درم مین خلق کیون ہی شہر فروش
دم مین کر دیتی ہے بسمل صورت شمشیر حرص

لیتا ہی ایمان مسلمانونسی تو ہندو سی جان
کیا دو رنگی ہے تری اے بت بے پیر حرص

کار عقبی ایک بہی ہو نہ سکین پایا کبہی
وہ نہین رکہتی ہی غافل ورنہ شب بہی پیر حرص

دربدر پہرتا ہی کاسہ مہر و مہ کا تو لئی
کیا بلا کی ہی تجہو اے نالۂ شبگیر حرص

او وصل سے ہوتی نہین رحیم کو سیری ایکدم
ہجر مین بڑہتی ہے تیرے او بت بے پیر حرص

کیونکر تہوا ای دل تنخ [illegible] سی خلاص
لازم ہے کہ بلبل کو ہو گلزار سی اخلاص

ہے یار ہو کیونکر مجہے گلزار سی اخلاص
بلبل کو بجز گل کے ہو کب خار سی اخلاص

دو [illegible] ہین مرے دیدۂ حق [illegible]
دشمن سی محبت ہے مجہے یار سے اخلاص

کیا خاک پہ آوے دل عاشق کی تمنا | اقرار سے نفرت ہو اوسے انکار سے اخلاص
آنکھوں پہ بٹھا لیتا ہون پلکون سے اٹھا کر | ہے شوق ترے مین وہ نہین خار سے اخلاص
پھندے مین ترے زلف کے ہین شیخ و برہمن | تسبیح سے اوسکو اوسے زنار سے اخلاص
سنتے ہین مسیحا سے کہ ہوگی دوا خوب | گر ہووے نہ کمبخت ترے بیمار سے اخلاص
گل کہاتے ہین ایسے غم فرقت مین صنم کی | گلچین سے الفت ہے تو ہے خار سے اخلاص

ہے چرخ بد اندیش تو صحبت کئی دن سے
کب اون کو ہے رحیم وفادار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

وہ نہین آتی تو کیون جاؤن بغیر غرض | آبرو اپنی مین کیون گنواؤن بغیر غرض
راہ مین جسکی ہم چلین پہ دامن اٹھاکر ذرا | شمع سان جل جل کے پہنچ پر کٹاؤن بغیر غرض
عشق مین صدمہ سہے کیا کیا نہین اپنے آپکو | سرگذشت اپنی کسیکو کیون سناؤن بغیر غرض
آرزوے وصل جانان مین مثال کوہکن | جان شیرین اپنی کیون گنواؤن بغیر غرض
ہم اگر لیلیٰ منش ہو مثل مجنون مین بنون | پھر آپکو رسوا کیون بناؤن بغیر غرض
ہے تماشا جسکی فرقت مین گیا ہون جان سے | وہ مسیحا کہہ رہا ہے کیون جلاؤن بغیر غرض

وصل مین اظہار فرقت اب نہین لازم رحیم
اونکو بھولی ہوئی یاد کیون دلاؤن بغیر غرض

ہے دہن تیرا جو غنچہ تو گلستان عارض | لعل لب سے ہے سرخ و سفید اعارض
بوسہ لینا نہین واجب آیا | ہے ترا صورت قرآن عارض
کیون نہ چکرائے فلک چہرہ روشن سے ترے | خال مشکین ہے ستارا مہتاب عارض

ہو گئے دلمین ہزارون سوراخ
اوسنے دیکھا جو پریشان عارض

ہون صفین زیر و زبر تھری گر
پھیر دین وہ سوی میدان عارض

کفر و اسلام ہے اک صورت مین
زلف ہندو ہے مسلمان عارض

شور ہے اوسکا کہ وہ جوش ملاحت اے رحیم
ہو گیا ہے نمکینی سے نمکدان عارض

ردیف طاء مہملہ

اقرار تیرا کب ہو ایمان من غلط
وعدہ غلط ہے قول غلط ہے سخن غلط

کوثر کو سلسبیل کو آب حیات کو
کرتی ہے یہ لطافت چاہ ذقن غلط

جیسی بسی دماغ مین خوشبو سر زلف یار
آتی ہے بوئے مشک خطا و ختن غلط

شیشہ مین تو زکا پس تکفین بنگیا
اب ہمدم ہون ہے یہ گمان کفن غلط

رندی کین نہ مرد کمین فرقت سے ہے رحیم
یہ جان میرا قول نہ ایمان من غلط

ردیف ظاء معجمہ

رہیگا عشق کی حالت مین کب دل محفوظ
بلا مین پڑ کے رہا کون ہے بتا محفوظ

الٰہی اوسکی کمر سے کہ بال ہے گویی
رہے یہ صدمۂ جنبش سے کبریا محفوظ

ہجوم حسرت و حرمان ہے صورت فانوس
رہیگی شمع لحد اپنی اے صبا محفوظ

نہ توڑ سنگ شیشہ دل کو میرے اے جانے
فلک نہ لوٹ پڑے تجھ پہ پھر جفا محفوظ

وہ قتل کرکے مرا خون جہائے بیٹھے ہین
یہ راز نہیں رکھے خدا محفوظ

نہین صفحۂ ہستی پہ مدعی کوئی
جو لوح دل پہ لکھون حرف مدعا محفوظ

نکر تو گردش دوران کا رنج اے رحیم
کہ زیر چرخ ہین لاکھون شکستہ پا محفوظ

ردیف عین مہملہ

سوز پروانہ پہ چپکی کا ہنچ ہے کیون یار شمع
کیا زبان رکھتے نہین ہے لایق گفتار شمع

بات جب نکلی زبان سے پہول سے جہڑنے لگے
بن گیا وہ شمعرو گویا دم گفتار شمع

تیرے آگے بزم مین جل جل گئے سوز رشک سے
جلتے جلتے تھرتھراتی تھی عجب ہر بار شمع

بے ادب ہو کر زبان نکلی کہان مقدور یہ
کاٹتے گلگیر جو بولے کبھی اکبار شمع

خندۂ دندان نما سے اونکے شرماتی رہی
کیا ہوا ہنس ہنس کے گر جلتی رہی ہر بار شمع

کم ہے کیا کچھ روشنی طبع کا میری فروغ
مجھکو کیا حاجت بھلا ہو کسلئے درکار شمع

ہے ہجوم غم سے دل رحیم فانوس خیال
ہے رخ پر نور جانانکی مجھے درکار شمع

ردیف غین معجمہ

تا فلک پہنچا ہے ابتو اونکے جوبن کا دماغ
خاک ہو مجھ خاکسار چاک دامن کا دماغ

کیا ملے اوس شہسوار ناوک افگن کا دماغ
برق تابان بھی بنا وے جسکو توسن کا دماغ

آشنا ہون بجز الفت مین کسی بیگانہ کا
دوست ہون اوسکا جو رکھتا ہے دشمن کا دماغ

بوئے گل سے ہین پریشان مثل سنبل باغ مین
اے صبا نازک ہے اوس رشک گلشن کا دماغ

وصل پر راضی وہ نادان ابتک ہوا نہین
اب کہان سے ڈھونڈ لاؤن مین لڑکپن کا دماغ

لٹ گئی اقلیم دل جب متاع صبر و تاب
بڑھ گیا کیا کیا ہے ترک چشم پرفن کا دماغ

سخت باتین اونکی کبتک سنیگا اے رحیم

کیا بھلا بنا ہی کوئی سنگ و آہن کا دماغ

ردیف الفاء

سنارا جہان سے اوس ستم ایجاد کیطرف
اک عمر سے ہاں فقط دل ناشاد کیطرف

کس دن وہ آئے حسنہ دناشاد کیطرف
شیرین کی طرح شہ فرہاد کیطرف

آئی قضا سے بلبل ناشاد کیطرف
گلچین اشارہ کرتا ہے صیاد کیطرف

پہلے ہی حضرت عشق نے آکر ملائے ہاتھ
رکھنا قدم جو عالم ایجاد کیطرف

پابند زلف ہوں نہیں حاجت ہے طوق کی
کیجئے اشارہ آپ نہ حداد کیطرف

اللہ رے شوق وصل کہ سفل میں میدم
خون دوڑتا ہے خنجر جلاد کیطرف

سودا ہے اور نہ خبط اور نہ دیوانگی مجھے
مائل یہ دل ہے ایک پریزاد کیطرف

طوفان بپا زمین پہ ہو گردش میں آسمان
مائل ہوں گر میں نالہ و فریاد کیطرف

آفت میں پھنس گیا دل دشمن سے اے رحیم
پہلو سے پھر چلا ستم ایجاد کیطرف

سنبل کے تار تار تو گلشن میں گرد ہے
سودائیوں کے دل پہ بھی نقشہ جمائے زلف

طول اسکا کیا صنم ہے درازی حیات کی
ڈھونڈے جو خضر بھی نہ ملے انتہائے زلف

کیونکر بچیگا دام سے صیاد مرغ دل
چھوڑے جو چشم یار تو پھندے میں لائے زلف

اوس رخ کا وصف گر میں لکھوں جیسے ہو نور
ہو جائے رات میں جو لکھوں ماجرائے زلف

لا اسے نکو دونوں نے سر کی قسم ہے
میں وائے رحیم کہتا ہوں دل ہائے ہائے زلف

پھر بھی نظر میں کیوں نہ ہو تاریک جہان
رحیم اگر وہ اپنی دکھا کر چھپائے زلف

ردیف القاف

خوب دیکھا پر نہین اب اپنا غمخوار فراق
گوشۂ صحرا ہی ہم ہین اور ہی خار فراق

خواب مین بھی وصل کی صورت نظر آتی نہین
ہوتا ہے صبح و مسا ہمکو تو دیدار فراق

جانکو تنکی نہین سے کو نہین یا کی خبر
ہو گیا ہی جیسے دل میرا گرفتار فراق

حسرت سوز و الم درد و فغان سب ساتھ ہین
آجکل رہتا ہی اپنا غم خوار فراق

رند بیخود ہون نہ میکش ہون کسی خمخانہ کا
تشنۂ الفت سے ساقی کی ہون سرشار فراق

داغ عشق یار سی یان دل ہی گلچین باغ باغ
وصل گل بلبل کو ہو مین ہون طلبگار فراق

کوئی نے محبوب پر فن کی اوڑائی ہی یہ چال
ہے خرام یار سی آنکھو مین رفتار فراق

حضرت منصور نیکم ہم چڑہین گے بیخطر
امتحان گر ہی تو قایم کیجئے دار فراق

تحریر تاثیر ایسی تو نہ دیکھی تہی رحیم
سپٹ گیا دل ہی سنکے جنہی یہ اشعار فراق

غیر سے کیا غرض ہی یار سی عشق
گل کے عاشق کو کب ہی خار سے عشق

ہے فقط مجکو ایک یار سی عشق
کیا غرض ہی جو کرون ہزار سے عشق

ساتھ ہی دفن میرے حشر کو دن
دیکھنا اوٹھیگا مزار سی عشق

آہ سوزان کو تری فرقت مین
برق سی اور ہی شرار سی عشق

سنکے مشہور تیری افسانہ
خود بخود ہو گیا ہی یار سی عشق

داغ رکھتا ہون عشق گلرو کا
کیون نہ دل کو ہو لالہ زار سی عشق

ہیچ کاکل مین ایکو نہ دلا
مار کہا ہی کسی نہ جو مار سی عشق

ہجر اور وصل سب ہی ہین یکسان
غم خزان کا نہ کچھ بہار سی عشق

شہر کمبھو رہ کے سوا رحیم
نکرو تم کسی دیار سی عشق

ردیف کاف تازی

کہون مین سرگذشت اپنی کہانتک | کہ ہل سکتی نہین میری زبانتک
کیا عشق نے لاغر یہان تک | اجل پہنچی نہ تیرے ناتوانتک
قدم رنجہ کرے گر آج دلبر | کرون صدقہ جگر سے لیکے جانتک
وہ بلبل ہون کہ عشق گلعذا مین | لٹا بیٹھا مین اپنا خانمان تک
یہی کہتی ہے آتو بیقراری | تڑپ کر جا زمین سی آسمان تک
کیا مین نے جو ذکر دشت گردی | پڑے آبلے لب سی زبان تک

بس اب رحیم بھولا دو عشق خوبان
تمہین احباب سمجھائین کہان تک

دیکھئے الٹین جو نقاب رخ زیبا کب تک | چشم مشتاق کی بر آئے تمنا کب تک
زندگی ہے تو مزا وصل کا لوٹینگے کبھی | اپنے عاشق سے کرینگے وہ کنارا کبتک
فرقت یار مین کرتا ہون یہ خالق سی دعا | رہے مہجور یہ بندہ ترا مولا کب تک
چین پایا نہ کبھی ہمنے تہ چرخ کہن | دیکھئے رہتا ہے ہمسے اوسی کینہ کبتک
بسکہ فرقت سی روان رہتی ہین ہردم آنسو | دیکھو تھمتا ہے اشک کا دریا کب تک
اب تو اس عاشقی و عشق کو میرا ہی سلام | دوستو خلق خدا مین ہون رسوا کبتک
ایک زمانہ ہے خریدار مرے یوسف کا | دیکھئے ہوتا ہے حسن کا سودا کبتک
فرقت یار مین مرجائین گلا کاٹ کی ہم | ملک الموت کا دیکھا کرین رستہ کبتک

قاصد انتظار یار ہون ہونٹو پہ ہے دم
سچ بتا آئیگا وہ رشک مسیحا کب تک

جان بلب آرزوے وصل مین عاشق ہے ترا
اے مرے عہد شکن وعدۂ فردا کب تک

روز و شب رہتی ہی رحیمؔ یہ اولجھن
اوسکی زلفونکا ہے دیکھو سودا کب تک

ردیف لام

ضبط لازم ہے نہ آواز نکالے بلبل
بات بگڑی ہوئی گلشن مین بنالے بلبل

اب بہار آئی نہ پڑ جائے نظر گلچین کی
پردۂ چشم مین ہر گل کو چھپالے بلبل

سرخرو آتش الفت سے ہین ہر چند مگر
شب ہجران کی سیاہی سے ہین کالے بلبل

موسم گل ہی مین کی ہائے رے ظالم نے اسیر
بدلہ صیاد سے تیرا ابھی خدا لے بلبل

پھر کہان گل ہین کہان باغ کہان بادِ صبا
اس قفس سے تجھے اللہ بچالے بلبل

جذب صیاد کو اتنا تو قفس مین دکھلا
شاخ گل کھینچ کے ہاتھون سے جھکالے بلبل

مین جو کہتا ہون کہ بلبل ہون ترا اے گلرو
وہ یہ کہتے ہین بہت ہمنے ہین پالے بلبل

سیر گلزار کو جاتا ہے وہ اے باد صبا
کہدے گلرو پہ مرے آنکھ نہ ڈالے بلبل

حسن گل کا تو بیان تونے سنایا لیکن
پھیرے گلرو سے ذرا آنکھ ملالے بلبل

کہدو ساقی سے چمن مین کہ پئین گے چھپکر
گل کے دھوکے مین نہ ساغر کو اٹھالے بلبل

دید گل کے لئے کانٹو مین پھنسی ہے جاکر
پھوٹ جائین ترے چھل چھل کہ نہ چھپالے بلبل

نکہت گل سے ہوئی ہے جو چمن مین بیہوش
دل خود رفتہ کو اب اپنے سنبھالے بلبل

جھگڑے گلشن مین کئے باد خزان نے پیدا
روٹھی جاتی ہے بہار آکے منالے بلبل

جا چکی فصل بہاری بھی خزان آئی ہے
آشیان باغ سے اب اپنا اوٹھالے بلبل

وصل کہتے ہین اسی باغ عالم مین رحیم
بس مین بلبل کے ہو گل گل کے حوالے بلبل

کاٹ ڈالے سر تو مرا چھوڑ نہ بسمل قاتل
کہ شہیدون مین خدارا مجھے داخل قاتل

لب سے لب تا نہ ملے وصل سے ملو دل قاتل
وصل کا لطف نہ ہو گا ہمین حاصل قاتل

مجھ سے ہستی سے لگا ہون کنارے دم مین
کھائے تلوار کا تیری ہو اساحل قاتل

قتل مقتل مین کئے تیغ نگہ سے لاکھون
مین ہی کیا ایک نہ تھا قتل کی قابل قاتل

ہر رگ تن تری تلوار کا دم بھرتی ہے
مرتے دم بھر خدا مجھے گلے مل قاتل

حشر مین پیش خدا دیکھنا کشتی تیری
قبر سے کتنے ادھمین کے ہی قاتل قاتل

وہین زخم سے آتی ہے یہ بسمل کی صدا
لب شمشیر کے بوسو نکا ہون سائل قاتل

پہانسے بے ہمر دے سودا ای شہا [illegible]
جن چڑھا ہو تو اتارے کوئی عامل قاتل

خوب ہی خاک رحیم کا بنایا تو وہ
کیا نشانون ہی کے سمجھا اسے قابل قاتل

ردیف المیم

یون زبان کو مری اللہ کے نام سے کام
جس طرح حرف کو ہی کاغذ و اقلام سے کام

اشک پیتے ہین غم دیدہ سیگو ہمین تر سے
شیشہ دل سے ہم و کار نکچھ جام سے کام

اوس بیچو نکی تصور مین ہون بیخود یہان تک
کچھ مجھے صبح سے مطلب نہ ہے شام سے کام

ہم ہمین عشق مین گردش گئی منظور ہوئی
کچھ غرض ہے ہمکو نشانیسے ہمین نام سے کام

ہر قدم منزل مقصود دکھاتا ہے [illegible]
جادۂ عشق مین لیتا ہون نہ ہر گام سے کام

گرچہ افتادہ ہون پر حوصلہ عالی ہے مرا
دور پہ [illegible] تو لگا ہون کوہ [illegible] سے کام

دیکھے دل کیا ہی پریشان ہوا ہون مین رحیم
حق نہ ڈالے کبھی ایسی بت خود کام سے کام

شاد رہوین وہ بلا سے گو رہین ناشاد ہم
بھول بیٹھے وہ ہمین کرتے ہین انکو یاد ہم

شاد ہم ناشاد ہم پابند ہم آزاد ہم
گل بھی ہم غنچہ بھی ہم گلچین بھی ہم صیاد ہم

ہوکے عاشق سبزہ خط کے ہوگئے ہین یکقلم
ہوگئے کیا تختہ مشق ستم ایجاد ہم

کوہ و صحرا مین بھٹکتے پھرتے ہین جون گردباد
بنگئے فرقت مین تیری قیس ہم فرہاد ہم

گریہ بلبل پہ ہنستے تھے اب ایسا گل کھلا
گل کو خندان دیکھکر کرنے لگے فریاد ہم

بعد مردن کیا اڑائیگی ہماری خاک تو
ای صبا دست فلک سے ہو چکے برباد ہم

ضبط نالہ ہے فقط تیرے مزاج تند سے
مثل حبس قفس ورنہ تک پھونک دین صیاد ہم

ستم نہ بولوگے تو کیا ہوگا کسی گلرو سے مل
کبھی بنینگے اس دل ناشاد کو اب شاد ہم

ایکدم جاتا نہین جز یاد ابرو ہی صنم
سوتے ہین سینہ پہ رکھکر خنجر فولاد ہم

ساقیا عشرتکدہ سے اپنے جو کچھ ہو سو لا
کنج مرقد مین تجھے پھر کیا کرینگے یاد ہم

رفتہ رفتہ ہوگئے مشتاق ایسے عشق مین
پہلے تھے شاگرد اس فن کے ہین اب استاد ہم

حسرتین دنیا کی ای رحیم مٹانا ہین محال
قید ہستی ہو نہین جب تلک آزاد ہم

ردیف نون

وہ ساقی ہین رند قدح خوار مین ہون
مسیحا ہین گر وہ تو بیمار مین ہون

وہ کہتے ہین خوبو مین سردار ہین ہون
ستم عاشقان کہ سزاوار مین ہون

بہار و خزان چمن مین ہین ہم
بجا ہے کہ تم گل ہو اور خار مین ہون

محب و شفیق و امین آپ ٹھہرے — ستمگار مین ہون دل آزار مین ہون
زمانہ مین مشہور ہون کیون نہ ہم تم — جفا کار تم ہو وفادار مین ہون

مجھ رحیم کو بخش دیجیو اے رحیم
ہوا و ہوس مین گرفتار مین ہون

کہان دام زلف بچھا نہین وہ کون کہ پہنسا نہین — کوئی شخص ایسا بچا نہین پڑے جسکے سر بلا نہین
تپ ہجر کا ہے مرض مجھے جو مسیح آئے تو کیا کرے — کہ بغیر شربت وصل کے مرے درد دل کی دوا نہین
وہ جو جور کرتا ہے بے سبب کہون کس سے کون سنیگا لب — پڑا سابقہ مجھے اوس سے اب جسے کچھ خوف خدا نہین
نہین مانیگا تیرا کہا تو عبث ہے سر کو پہرا رہا — کہ بغیر عشق کے ناصحا زندگی کا مزا نہین

ہے عبث شکایت دلربا نہین رحیم اوسکی ذرہ خطا
وہ ہے کون ایسا حسین ولا کہ ہے جسمین جور و جفا نہین

ہمین جو صورت دکہا چکے ہین ہم اونکی قربان جا چکے ہین — اونہین کے غمزے اٹھا چکے ہین گلے جو ہمکو لگا چکے ہین
سوال بوسہ کرو ہمین کیونکہ خفا ہوئے تھے وہ بہت مجھپر — ہزارون باتین اسی خطا پر ابھی تو ہمکو سنا چکے ہین
بہلائی شاید ہے کچھ اسمین خوشی سے ان کو نکیرین اچھے — عدو سے ملنگی لاکھون قسمین ہمارے آگے وہ کہا چکے ہین
جو شمع رو یونہی تو لگائے وہ شعلہ سے وانہ جی جلائے — سو اوسکے صدمہ کو کچھ منایا کہ ہم بھی دلکو جلا چکے ہین
غضب ہے جیتون بلا ہے اپنا ابرو ہے موذی بغیر تیغ جلا — ہے فرق اسمین نہین ہمسر کہ دل ہم اپنا مٹا چکے ہین
وہ آج یا تو مجھے بلائین دیا مسکا پہر ہے خود آئین — دوئی کا پردہ بس اب اٹھائین بہت تو منہ چھپا چکے ہین

لحد مین آئینگے وہ ہی حضرت دم غلام جنکا تو ہے رحیم
کرینگے دل سے اعانت تیری جو کام دشمن کے کر چکے ہین

نہین بعد فنا کوئی کسیکی یادگار و نہین — اوسکی بیکسی رہتی ہے اوسکے غمگسار و نہین

دماغ اونکا غرور حسن سے ہے عرش اعلی پر
بہلا کب آکے بیٹھین گے وہ ہمسی خاکسار رہین

تری تیغ نگہ کیا ڈھونڈتی پھرتی ہے مقتل مین
ستمگر کیا دھرا ہے دیکھ لی آفت کے مارے رہین

کیا ہے قتل جرم عاشقی مین آپنے ہمکو
ہوئے ہین آپ پھر ناحق ہماری سوگوار رہین

خوشی سے خوشی حاصل ہوئی جو اپنے ہاتھونسے
کیا قتل اوسنے جنکو لاکھون مین ہزار رہین

مری آغوش مین آتا نہین دم بہر کو آفت ہے
چمن مین کیا نہین دیکھا ہمیشہ گل کو خار رہین

رسائی ہو تو کیونکر ہو ہماری بزم جانانہ مین
جو دشمن ہین ہمارے ہین وہ اونکے دوستدار رہین

جدا ہمین کسی کی کروٹین لیتا ہے تو ہر دم
تجہے بھی ای فلک ہم جانتے ہین بیقرار رہین

لیا مٹھی مین دل اور لیکے پیمان وفا توڑا
ہوئے مشہور صاحب تم بھی بے اعتبار رہین

بچانا اے فلک اپنے تو اپنے خرمن مہ کو
بلا کی آگ ہے ان آہ و نالون کے شرار رہین

سر محفل نہ دیکھو عاشقونکو چین ابروسے
نکلجائے کہین تلوار بیقرار رہین

رہا کرتا ہے سیر انذکرہ فرہاد و مجنونہین
سمجہاتا تو کیا ہے مین بہی ان نامدار رہین

سمجہنا عاشق و معشوقکی باتونکا مشکل ہے
نکلتا ہے زبانکا کام آنکھونکے اشار رہین

حسینان جہان مین اسطرح چہرہ فوق ہے اوسکو
کہ آتا ہے نظر جیسے فلک پر چاند تار رہین

ہوئی ہی آمد آمد ہے اونکی گرم محفل مین
عجب ہنگامۂ محشر بپا ہے بیقرار رہین

نہ عداوت میکشی کی ہے نہ رغبت زہد و تقوی سے
شمار اپنا نہ رندونمین نہ ہے پرہیزگار رہین

نہ کچھ خوف کہا مین فاتحہ کو شوق سے آئین
اوسہنین کی تیغ کے کشتے تڑپتے ہین مزار رہین

مرے قاتل نے مقتل مین جو شمشیر ادا کہینچی
قضا بولی کہ مین بہی ہون قدیمی جان نثار رہین

ادھر دل لوٹتا ہے اوسطرف بجلی تڑپتی ہے
الہی خیر ہو جب آپڑی دو بیقرار رہین

شب فرقت مین مرا نالہ صدای صور بنا رحیم

زمین جنبش میں آئی مردے اٹھ بیٹھے مزار میں

ہجر بتاں سے اب تو میرے تن میں دم نہیں
جینے کی کچھ خوشی نہیں مرنیکا غم نہیں

فرقت میں اون بتوں کی تڑپتا ہوں رات دن
وہ کونسی گھڑی ہے جو دلپر الم نہیں

جیسے کہ عشق اوس بت زہرہ جبین کا ہے
اسے ہم ہمکو زیر فلک ایک دم نہیں

بسمل تو مجھکو چھوڑ کے جاتا ہے ای صنم
کار نہ شہید ناز پہ اتنا ستم نہیں

بیٹھے ہیں پاون توڑ کے کوچہ میں یار کو
اٹھنے سے تا بحشر ہمارے قدم نہیں

کیا فائدہ بتوں کا اٹھایا کریں جو ناز
مزدور کوئی ہم نہیں حمال ہم نہیں

آنا نہ زینہار مکہ بتاں میں رحیم
یہ آشنا کسی کو خدا کی قسم نہیں

چشم پوشی ہمکو کب ہے گو نہاں ہے شکل دوست
بو ہے گل ہی ہوتی ہے نظر وسنو پنہاں باغ میں

نغمہ سنجی کر رہی ہیں آج رحیم بلبلیں
آپ بھی لیکر چلیں اب اپنا دیوان باغ میں

ہے عکس روئے یار جو جام شراب میں
اترا ہے آفتاب مگر آفتاب میں

ہوئے وہ جام ساقیا بزم شراب میں
چمکا دے آفتاب شب ماہتاب میں

حضرت نے جب تبسم دندان نما کیا
شرمندہ ہو کے چھپ گئی بجلی سحاب میں

سلجھا نہ بال بھر بھی تو مضمون زلف شاہ
سنبل کو مدتیں ہوئیں اس پیچ و تاب میں

ہوئے میاں یار کا گر ہمکو پاس تھا
آئے عدم سے کس لئے دیر خراب میں

کچھ بھی تو پاس شیخ کو حسن بتاں کا تھا
رنگ حنا ملا یا جو رنگ خضاب میں

شاید ہمارا کاسہ سر بھی سفال میں
ہے دور مجھکو گردش جام شراب میں

داغ درون مین جلوهٔ رخسار یار ہی — نکلا ہی آفتاب شب ماہتاب مین

سوزان ہی دل تو دیدہ پر خون ہی جابجا — لانہ ہم ہی اربتا دا شراب و کباب مین

غم کو خیال یار کو یا شوق وصال کو — کس کس کو دون جگہ دل خانہ خراب مین

پر رحیم ہے شوق کی نگست کا ست

ساقی مجھے شراب دی جام شراب مین

آشوب شور حشر ہی رفتار یار مین — لرزہ زمین مین ہی تو فلک اضطرار مین

بلبل نہ چہچہا چمن روزگار مین — کہٹکا لگا ہوا ہے خزان کا بہار مین

کہیو کہ تو جگر ترا عاشق ہی ای سپہر — تیرا ہوئے گذر جو صبا کوی یار مین

قاتل بجھا بہر خدا میری تشنگی — آب حیات ہی ترے خنجر کی دہار مین

فرہاد کیطرح لب شیرین کی یاد مین — پہرتا ہون سر ٹپکتا ہوا کوہسار مین

جور و جفا اوٹھائیگا ای چرخ کینہ ور — سمجھا نپائیگا تو سو مین ہزار مین

باقی نہین سکندر و جمشید کا نشان — ڈہونڈو تو خاک بہی نملیگی مزار مین

کافی ہین روشنی کے لئی داغ دل مرے — حاجت نہو گی شمع کے کشتہ مزار مین

نرگس کے پہول قبر پہ میری چڑہائیو — کشتہ ہوا ہون آنکھ مین انتظار مین

یہ وعظ و پند ناصحا سمجھائے کسے — فرمائیے جو دل بہی ہو اختیار مین

بعد فنا آہ مین میری اتنا تو ہو اثر — جلجائی چرخ شورش دل کی شرار مین

یہ غم اور عشق بتان ای رحیم غضب

گلشن مین آگ لگ گئی فصل بہار مین

کس جائے کس مقام تو ای جلوہ گر نہین — جو کور چشم ہین ادہنین آتا نظر نہین

سرگشتہ و آوارہ ام بیچارہ و ناکارہ ام
از کار خود دارم حیا گاہی نظر برمن فگن

پرسخا بہر عطا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
نور الہدیٰ کہف الوریٰ گاہی نظر برمن فگن

شاہ عرب والا حسب امی لقب عالی نسب
از لطف تو خواہم شفا گاہی نظر برمن فگن

عاجز رحیم خستہ ام شیدائی تو جان و دلم
بہر خدا بہر خدا گاہی نظر برمن فگن

غم سے کینہ فرقت میں نکل جائے تو جانوں
غم کھاتا ہوں میں مجھے غم کھائے تو جانوں

کہتا ہے ستانیکو مرے ہنسکے ستمگر
فرقت میں کسیکی کوئی مرجائے تو جانوں

سنتا ہوں کہ عشاق صدا مرتے ہی ہیں
فرقت میں اجل گر مجھے آجائے تو جانوں

ناگن ترے زلفوں کو کہاتی ہیں شاعر
مارا ہوا اوسکا کبھی لہرائے تو جانوں

رحیم اشتہ ہی کو کہ تری آہ رسا میں
رحم اوس بت کافر کو آئے تو جانوں

کہو بالین سے اٹھ جائے طبیب دشمن جان کو
وصال یار کافی ہے دوائے درد ہجران کو

نکالوں کھینچکر دل سے اگر میں آہ سوزانکو
جلا کر خاک کر ڈالے ابھی گردون گردانکو

نثار دل اپنے یوسف کے قدم پر مصر کنعانکو
بلخ کو شام کو چین کو ختن کو ہند ایرانکو

تمہاری چشم سے نسبت ہی کیا چشم غزالانکو
لب رنگین نے شرمندہ کیا لعل بدخشانکو

پند ہے کسطور سے مضمون کمر ہم ناتوانوں سے
پتا لگتا نہیں اب تک کہیں خضر بیابانکو

تمہارے مصحف رخ پہ گمان ہے خال مشکین کا
ولیکن طفل زنگی نے کیا ہے حفظ قرآنکو

کئے ہیں قتل عاشق اس قدر شمشیر قاتل نے
کہ شہر زن کو کیا ویرانہ بسایا دشت ویرانکو

نہ رہنے اس واسطے کا کل نے بنایا کر دل بت کافر
دیا وہ بندہ ایک کافر کو بنایا کافر مسلمان کو

ہمارے لے لیا دلکو دکھا کر اوس بت کافر
ادا کو ناز کو انداز کو زلف پریشانکو

جو آیا یاد لیلی تیری دیوار کا سایہ
پکڑ کر رو دیا مجنون تیرے صحرا کی دامان کو

کیا ہے چاک کس کس کو ہماری جوش وحشت نے
قبا کو آستین کو جیب کو دامن گریبانکو

ہمارے چشم گریان آہ سوزان آگ تھی پانی
کیا یا خشک دریا کو دریا کیا بیابان کو

اسیر دام ہوتے ہین بھلا دیکھین تو کتنے دل
کہ پھیلائے ہین اوس ظالم نے اپنی زلف پیچانکو

کہا اکدن یہ مین نے اوسنے دیدوگے اگر بوسہ
تعجب کیا کہ پڑتا کام ہے انسان سے انسانکو

تو کہتے ہین وہ کیا ہنسکر مخاطب ہو رقیبون سے
ہمین دیکھو اسے دیکھو ذرا اس شان یزدانکو

وفا کیونکر کرے وعدہ کہ اوس سرو قامت کو
وفا کرنا نہین آیا ہے اوس بد عہد و پیمان کو

لیے ہمراہ غیرون کو لگا کر رشک کی آتش
جلانے قبر پر آیا بت کافر مسلمان کو

غرض تھی یان کہانیسے نہ مطلب سرخ رو ندالنسے
رحیم شرمندہ کرنا تھا اوسے لعل بدخشان کو

آج جانیدو انھین اور نہ کل جانیدو
دل کے ارمان جو رحیم کے ہین نکلجانیدو

دل جو مانگتے ہین دینے دو رقیبو کو نہ مجھے
یار و دشمن مرے پہلو سے نکلجانیدو

ٹھیرو ٹھیرو کہے دیتا ہون جو گذرے مجھپر
وار لو اب ذرا دل کو سنبھل جانیدو

عشق کہتا ہے کہ فرقت مین ابھی جانیدو
صبر کہتا ہے جہانتک ٹلے ٹل جانیدو

باغ مین سامنے اوس گل کی نہ تھم جڑ کاٹو
نخل امید ہمارا ابھی تو پھل جانیدو

کیجیئے ساتھ نہ غیرونکو عیادت دم نزع
روح کے ساتھ حسرت بھی نکل جانیدو

تیری نظرون کے اشارہ وہ قیامت ہین رحیم
[illegible] انکھونکو ہی پل جانیدو

لطف کچھ دل کو تسلی نہ آیا ہمکو
ہمنے چاہا تمہین اور تمنے نہ چاہا ہمکو

باغبان پیش خدا حشر کو ہوگا انصاف
تونے بے وقت جو گلشن سے اوجاڑا ہمکو

ہائے کس ناز سے چہرہ کو چھپایا اوسنے
جب کبھی دور سے آتے ہوے دیکھا ہمکو

ہمنے کب اوس گل رعنا سے لڑائین آنکھین
گھورتی کیون ہے تو اے نرگس شہلا ہمکو

قتل کس منہ سے ادا ہو شکرا اے خنجر ناز
تونے اس زیست کے جھگڑے سے چھڑایا ہمکو

کوئی منہ سے کرین آہ فلک کا شکوہ
جبکہ قسمت ہی سے اپنی ہو نہ لکھا ہمکو

خاطر غیر سے دم مین وہ بگڑے ہے رحیم
یہ ملی دوست کی الفت سے کریا ہمکو

تیری الفت نے کیا ایسا پریشان مجھکو
اپنی بستی نظر آتی ہے ویران مجھکو

الفت زہرہ جبینون مین تو اندھا ہوکر
کیون چھڑاتا ہے کنوئین مین اے دل ناداں مجھکو

عقدہ نوح کو کیون سنکے ہنسا مین ہون
چشم پر زور دکھا دیتی ہے طوفان مجھکو

یار پہلو مین ہو اور ہاتھ مین جام شراب
دل کی خواہش ہے یہی اور وہ ارمان مجھکو

یہ زمین مین مری سن سن کے غزل اے رحیم
لوگ سب کہتے ہین اب صاحب دیوان مجھکو

ہم نے عشق کو اے دل ہوے سرشار کہ تو
پھر سے بدمست ہین اب ہم سر بازار کہ تو

ہم جو کہتے تھے ہو مائل زلف جانان
دیکھ ہم دام بلا مین ہین گرفتار کہ تو

تجھکو لگنا برا ہوتا ہے دیکھا تو نے
اب جلا باتون کو ہم ہنستے ہین بیدار کہ تو

تھا نہ لازم تجھے اوس در پہ قدم کا رکھنا
سر کو ٹکراتے ہین ہم اب لب دیوار کہ تو

ہم منع کرتے تھے اوس کوچہ کو پھرتے تجھکو
ہم ہین گر شہر مین شب و روز دل زار کہ تو

شعر رو ہیلون کی لگن ہوتی ہے ناقص اوّل ات — شمع پروانہ ہین ہم جلنے کو تیار کہ تو

کیا شگفتہ یہ زمین ہاتھ لگی ہے رحیم
دیکھین آ ہمین لکھین پہلے ہم اشعار کہ تو

بے بس ہون مری شرم ہے پروردگار کو — دیوانہ کر کے یار نہ لے ننگ و عار کو

سمجھے ہیں ہی ایک کھیل بت نے سوار کو — لو وہ غبار کھا ہے ہمارے مزار کو

لطف رسائی یار نے تسخیر کر لئی — چین کو ختن کو اور خطا کو تتار کو

اچھا فراق یار مین روؤن کیا کرون — قابو مین جب نہ پاؤن دلِ بیقرار کو

ہم صیدگاہ عشق مین صیدا سلئے سبے — شاید وہ آوے صید فگن پان شکار کو

دکھاؤن حشر مین انہین گلہاے داغ دل — آنکھون بغل مین دابکے فصلِ بہار کو

حسرت نکلو آرزو ہے کہ آوین وہ ایک پل — بجلی کی سیر آج دکھا دینگو یار کو

سمن سی مگائے خاغون دل سے — گلشن مین اے صبا وہ چلا ہے سنگار کو

عالم کی نسل بڑھتی نہین ہے جہان مین — بھولا بہلا نہ دیکھا کبھی نخل دار کو

جانا اگر خدا نے ثوابیان سے نور سے — روشن کرینگے مر کے ہم اپنے مزار کو

ہم چند روزہ ہین دنیا کو عیش و بیچ
کب ہے قیام گردش لیل و نہار کو

ردیف ہاے ہوز

آج پہلو مین وہ ہے پیر ہے اللہ اللہ — اوج پر کیا مری تقدیر ہے اللہ اللہ

باتون باتون مین کیا ہے دلِ عالم تسخیر — سحر کی کیا تری تقریر ہے اللہ اللہ

ہو گئی مونس ہمین فرقت مین الہی توبہ — مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ

جلوۂ رخ وہ دکھاتے ہین تہا کہ یقین
دل پہچاننے کی یہ تدبیر ہے اللہ اللہ

غمزہ وہ دیکھہ مجھے غیر کہتے ہین رحیم
اسکو بس الفت بشیر ہے اللہ اللہ

دیکھے گر ناز سے وہ رشک پری آئینہ
بھول جائے وہین سب جلوہ گری آئینہ

دست نازک مین لیا جیسے پہ پیروی مرے
ناز کر نیلگا کیا شل پری آئینہ

صورت صاف جو دیکھی اہر رشک قمر
ہاتھہ مین لے نہ کبھی حور و پری آئینہ

خود نمائی سے کیا جامہ سے گل کو باہر
لائے کیا ساتھ نسیم سحری آئینہ

سبزۂ خط یہ تو ڑ سے کہتا ہے رحیم
ایسی دکھلائی کہین دوب ہری آئینہ

ردیف یائے تحتانی

شوق تہا آپکو کب جور و جفا سے پہلے
کام رکھتے تھے سدا مہر و وفا سے پہلے

مین بہی ہون کشتۂ انداز تغافل دیکھو
کیا جلاتے نہ تھے مردونکو ادا سے پہلے

پڑ گیا زلف پہ سایہ کسی سودائی کا
یون اُلجھتے نہ تھے کافر ہوا سے پہلے

پارہا ہے دل مشتاق بہی آنکھ جو ای چشم
بہی ہو چکین سے مگر اشک رسا سے پہلے

کیون خفا ہو کہ یہان سینہ مین دم گھٹتا ہے
جان جاتی ہے مری ہائے قضا سے پہلے

بعد مین یاد کریگا تو وفائین قاتل
قتل کرتا ہے اگر تیغ جفا سے پہلے

گل بہی کہلجاتے گین کھٹکا تجہے کیا ہے بلبل
پتا ہلتا ہی نہین حکم خدا سے پہلے

کوچہ یار مین کیا خاک رہی خاک اپنی
کی رسائی نہ کچھہ افسوس صبا سے پہلے

جنکو حورون کی طلب مجکو بتونکی خواہش
زاہد آپ تو بچ اپنی ہوا سے پہلے

بیخبر ہوش مین آ غرۂ ہستی کیا ہی | اوسے پایا ہی نہ پائیگا فنا ہی سے پہلے

بوسۂ رخ کے طلبگار رہے گر رحیم
شور کیون نکلا زلف دوتا سے پہلے

جسکی الفت مین ہم اے دوستو بدنام رہے | آج تک وصل سے اوس شوخ کے ناکام رہے
ہائے ابتک نہ بر آئی کوئی میری امید | لاکھون ہی دل مین بہرے حسرت و کام رہے
خواہش وصل ادھر سے ہے ادھر سے انکار | مدتون یہی نامہ و پیغام رہے
کب ہوا عشق کے آغاز کا انجام بخیر | نقد دل دیکے بھی وصل سے ناکام رہے
دام گیسو سے رہائی نہ ہوئی وائے نصیب | ہم اسی پیچ مین یا رب صبح و شام رہے
عشق مین تیرے صنم ابتو یہ نوبت پہنچی | نہ تو کافر رہے نہ صاحب اسلام رہے
دور کر دل سے مرے الفت دنیا یا رب | تیری ہی یاد سے ہر وقت مجھے کام رہے
ساقیا پھر خدارا کہیں نہ ساغر خالی | بادۂ عشق سے لبریز مرا جام رہے

گلرخون کی الفت مین ہوا ابتر یاور رحیم
خار ہی مجھکو سمجھتے یہ گل اندام رہے

کوچۂ یار سے لیجائیو میت میری | دوستو یاد رہے تمکو وصیت میری
ہجر جانان کا دلا کرتا ہے شکوہ ناحق | کچھہ خطا اون کی نہین ہی یہی قسمت میری
بعد مدت کے کیا وصل کا وعدہ دسنے | للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
نام لینے کا نہین خوف سے لیکن صاحب | آج دیدیجئے آپ اپنی امانت میری
جسکے فرماتے ہین یہ تو ہے سزائے الفت | جس گھڑی سنتے ہین وہ مجھسے مصیبت میری
الفت زلف بتان مین نہ پریشان ہونا | مان لیتا جو دلا پہلے نصیحت میری

دی اذان وصل کی شب جو تھی ارمان باقی / صوت کیون نہ آگئی ہاتھ موذن کیلئے

کاکلین رخ یار پہ کب ہین یہ رحیم
گنج پہ بیٹھے ہین دو مار سیاہ من کیلئے

دل لگی کی کوئی شکل ہو دل ناشاد رہے / زیر لب نالہ رہے ہونٹوں پہ فریاد رہے

یاس و ارمان رہی یا نالہ و فریاد رہے / یا الٰہی دل ویران مرا آباد رہے

عشق جب ہی کہ تری زلف معنبر کا ہوا / یونہین ہم نکہت گل کیطرح برباد رہے

دم مین نکلیگا مرا دم سنو بیدم اتنا / دم ذرا روکے ہوئے خنجر جلاد رہے

رحم آئے نہ اوسے خون ہی حسرت نکلے / منہ پہ گر وقت ذبح دامن جلاد رہے

اب وہ دل ہی نہین جسکو پریشانی ہو / زلف شکین صنم کیسی ہی برباد رہے

عاشقو مین مجھے رحیم وہ سلیمانی ہے
سیکڑون بزم تصور مین پریزاد رہے

آہ بھرتا ہی جو میرا دل بسمل ٹھنڈی / یادھر سرد چلے میرے مقابل ٹھنڈی

آہ شبگیر کا کچھ تجھ پہ جو سایہ پڑ جائے / روشنی تیری نہ ہوا ے مہ کامل ٹھنڈی

دیکھے گر چشم فسونگر کی فسونسازی کو / دم مین ہو جائے شمع جادو گر بابل ٹھنڈی

کیا ہی تشہیر مین جلدی سنو شعلہ اتنا / ہو نہ دے آتش تو بیری ذرا قاتل ٹھنڈی

دیکھین چہرۂ انور سے لگاتی تیری / شمع پروانہ نے کردی سر محفل ٹھنڈی

یادھر صرکا گذر روضۂ جنت مین کہان / بزم جانانہ مین ہے سانسین ابدل ٹھنڈی

رحیم طبع کا گر اپنی شرار اٹھے
شمع ہو جائے عدو کی سر محفل ٹھنڈی

ہاتھ خاک قدم یار جو آئی ہوتی — تو تیا جان کے آنکھوںسے لگائی ہوتی

مرغ جان کو قفس تن سے رہائی ہوتی — لیکن اوس جان جہاںسے نہ جدائی ہوتی

فصل گل آئی ہے گلزار مین ہو جو بہار — کاش اسیروںکی بھی صیاد رہائی ہوتی

گر برسنے پہ تجھے ناز تہا اے ابر بہار — چشم گریاں سے میری شرط لگائی ہوتی

صدمۂ ہجر بتانسے پایا دل بیمار نجات — کاش عیسیٰ کی عیوض موت ہی آئی ہوتی

آہ ہووے سے کبھی آئی اگر لب پہ مرے — خاک مین خاک فلک تیری ملائی ہوتی

ہم بھی غش کرتے کبھی حضرت موسیٰ کی طرح — جلوۂ یار سے گر چشم نمائی ہوتی

خط گو اوسنے نہ پایا تہا تو تسلی کو مری — قاصدا تونے ہی کچھ بات بنائی ہوتی

سنکے وہ غم کی کہانی مری کہتے کیا ہین — کون کہتا تہا سنا او نہ سنائی ہوتی

غم سہوں رنج سہوں ہجر اسیری بھی سہوں — ایسے جینے سے تو بہتر موت ہی آئی ہوتی

وعدۂ حسن سے کہتا ہے وہ دلبر مغرور — ق — مجکو منظور اگر جلوۂ نمائی ہوتی

چشم آہو کی سیاہی کا بنا نے سرمہ — مژۂ دیدۂ آہو کی سلائی ہوتی

پھینکتا تسبیح سجادہ کو فوراً زاہد — مئے گلرنگ جو ساقی نے پلائی ہوتی

کیا گلہ تجھسے فلک کوچۂ جاناں مین اگر — لکہا قسمت کا جو ہوتا تو رسائی ہوتی

نیچی نظر و نے کیا سارا زمانہ پامال — کیا غضب ہوتا اگر آنکھ اوٹھائی ہوتی

صفت نقش قدم خاک مین ہم ملجاتے — کف پا تک جو ترے ہمکو رسائی ہوتی

ناصحا بہولتا کرنی یہ نصیحت ساری — گر مری طرح طبیعت کہین آئی ہوتی

رخ انور کی نظارہ کی جو ہوتی طاقت — آنکھ ہمنے بھی جفا جو سے لڑائی ہوتی

ہوتی شاہی کی ہوس اور نہ دولت کی رحیم

اوسکی کوچہ کی میسر جو گدائی ہوتی

درویش ہین تکیہ اور بستر نہین کرتے
جز کوے صنم اور کہین گہر نہین رکہتے

کب کرسکین میرے دل صدچاک مین بخیہ
کچہ سوزن عیسی تو رفوگر نہین رکہتے

تدبیر کرین کیا کہ جو آتی وہ پریرو
ایسا کوی جادو کوی منتر نہین رکہتے

مشتاق شہادت ہوتین کہدے کوی اونسے
گردن پہ میرے کسلئے خنجر نہین رکہتے

کیا سنکر کرین قیس و فرہاد کا قصہ
ہم عشق مین اپنا کوی ہمسر نہین رکہتے

حیرت ہے کہ کیون پوجتی ہندو ہین بتونکو
قدرت تو کسیطرحکی پتہر نہین رکہتے

گو کم ہے مگر قدر سخن اب بہی ہی باقی
رحیم کہین کیا کوئی جوہر نہین رکہتے

لا ساقیا شراب کے ساغر نئے نئے
مستانے آج بیٹہے ہین آکر نئے نئے

دکہلاکے تیغ ابرو کے جوہر نئے نئے
بسمل کئے ہین تو نے ستمگر نئے نئے

جور و ستم ہی کرتے ہین عاشق کا لیکے دل
پیدا ہوئے ہین ایسے دلبر نئے نئے

نسبت ہی کیا صدف کو مری چشم تر سے ہی
نکلے ہین میری چشم سے گوہر نئے نئے

ہرگز نہین فلک پہ ستارے سمجہون
چمکے ہین میری آہ کے اختر نئے نئے

سب جانین بہول مجنون و لیلی کے عشق کو
لکہون جو اپنے عشق کے دفتر نئے نئے

رحیم لگے کہینچنے نہ ہزارون کو کسطرح
دکہلائے جب مژہ کے وہ خنجر نئے نئے

ہم جام عشق پی کے جو مدہوش ہوگئے
دونون جہانکے ہیچ فراموش ہوگئے

زاہد بہی ہوا کے ابر کو ساقی کو دیکہکر
زاہدا ہم سرور مین مدہوش ہوگئے

الفت کے رنج کھانے سے ایسا مزا ملا
ہجران نصیب آپکے غم نوش ہو گئے

اللہ رے پیر مغان تیری معجزہ نمایان
واعظ بھی تجھے دیکھکر بیہوش ہو گئے

ہم میکدہ مین خاک نہ چھوڑینگے ساقیا
کم ظرف ایک ہی جام مین بیہوش ہو گئے

کیا دیکھے کوئی ارنی کی شان صدا
موسیٰ یہان یہ کہتی ہی بیہوش ہو گئے

بلبل کے منہ سے سنکر تمہاری داستان
سارے چمن کے گل ہمہ تن گوش ہو گئے

اللہ نے وہ حسن دیا میرے یار کو
یوسف بھی جسکو دیکھ کے بیہوش ہو گئے

انکار آج کرتے ہین کیسی زبان ہے
وعدہ حضور کل کے فراموش ہو گئے

جو عاشقی مین فرض تھا ہم کر چکے ادا
ناز آپکے اٹھا کے سبکدوش ہو گئے

کیا ابتدائے عشق مین قول و قرار تھے
سب عہدا تو دل سے فراموش ہو گئے

وہ بوجھ دل و جگر پہ تو سر تن پہ بار تھا
ہم سب یہ تمکو دیکر سبکدوش ہو گئے

آمد ہوی جو انکی خبر عشق نے آکے دی
قربان مجھسے پہلے میرے ہوش ہو گئے

سنکر سوال وصل کو بگڑے بہت وہ رات
لپٹا لیا گلے سے تو خاموش ہو گئے

دیکھا جو مہر کنکھیونسے اوس مست ناز نے
غمزہ پکار اٹھا وہ بیہوش ہو گئے

جھگڑا شب فراق یا مرگ زیست مین
ہوش آگیا کبھی کبھی بیہوش ہو گئے

رخصت ہوئے وہ آخر شب خاتمہ ہوا
ہم صبح سے ہی پہلے کفن پوش ہو گئے

غیرون نے میری انکی جب دم کہی خبر
رو دینکو ضبط کرکے وہ خاموش ہو گئے

عاشق موا تو سوگ تمہاری بلا کرے
ستم کیون برنگ زلف سیہ پوش ہو گئے

شام فراق بخت سیہ چرخ نیلگون
ماتم مین میرے سب یہ سیہ پوش ہو گئے

چاند یا لگا کے میرے جنازہ کو یہ کہا
ہم آج اوسکے حق سے سبکدوش ہو گئے

احباب میری لاش کو فنا کر گھر چلے
ایک بوجھ تھا کہ جس سے سبکدوش ہو گئے

پچھتائے خاک کر کے مجھے آسمان بہت
آخر کو میرے غم میں سیہ پوش ہو گئے

وہ رکھکے پھول پڑھتے ہیں تربت پہ فاتحہ
ہم بعد مرگ قبر میں گلپوش ہو گئے

کس رشک گل کے عشق سے سینہ ہے داغدار
کس گلبدن کی یاد میں گلپوش ہو گئے

پی ہے وہ مے رحیم نے روز الست کو
دونوں جہان جس سے فراموش ہو گئے

صدقہ ہوں جان و دل سے طرحدار یار کے
جسکے ہیں ڈھنگ سب سے نرالے پیار کے

رو رو کے داغ گنتے ہیں ہم ہجر یار کے
یہ قطرہ ہائے اشک ہیں دانے انار کے

ساقی شراب لا شب تاریک ہے تو کیا
مضمون میں لکھتا ہوں رخ و زلف یار کے

اختر سے داغ گل سا بدن چشم نرگسی
رنگت سے شرم کھاتی ہیں دانے انار کے

جلتی ہے آنکھ جا سے فتیلہ ہے ہر پلک
بس ہیں یہی چراغ شب انتظار کے

مجنوں کو دیکھ ناقۂ لیلی سے وجد میں
غمزے یہ دیکھنا شتر بے مہار کے

معلوم ہو گیا کہ فلک بعد مرگ بھی
سونے نہ دیگا قبر میں پاؤں پسار کے

محروم وصل یار سے ہم غیر باریاب
ہیں کارخانہ قدرت پروردگار کے

پائیگی مزار کا نکر فکر تو رحیم
روشن رہینگے داغ دل داغدار کے

تمہارے عشق میں دلکو پھنسائے جسکا جی چاہے
ہوائی خاک میں اپنی ملائے جسکا جی چاہے

وہ رخ پہ چھوڑ کر زلفیں [illegible]
ہمارے دام میں دلکو پھنسائے جسکا جی چاہے

لگاکر لو شمع رو لوٹتے ہیں بیٹھے جلتے ہیں
بس اپنا دل پتنگ پروانہ جلائے جسکا جی چاہے

کہا مین نے کہ جاتا ہون تو وہ مغرور بولا
کسیکو روکتی ہم کب ہین جائی جسکا جی چاہی

ترچھی ترچھی نظر سے ہمتو بیٹھی جلتی ہین
ہمین کیا اب دل نشانہ بنائی جسکا جی چاہی

خدا شاہد ہے تمسے سرخرو ہو آج کہتا ہون
ہمارے قتل پر بیڑا اٹھای جسکا جی چاہی

خدا اوسکو ہم سمجھتے ہین جسی معشوق کہتی ہین
ہمارے جبر قسم فتوے لگای جسکا جی چاہی

یہ سب جھگڑا ہی رحیم جیتے جی کا ہم مانتے ہین
لحد پر گالیان آکر سنائی جسکا جی چاہی

اجابت

جبا ہمین اپنی تاثیر دعا کا پوچھنا کیا ہی
اجابت آگے خودہی ہی ستری التجا کیا ہی

ازل

اوسیکو علم ہے دار بقا و دار فنا کیا ہی
ازل سی ابتدا جسکی ہی اوسکی انتہا کیا ہی

پھنسایا مجکو دام زلف مین اور خود بھی پھنسایا ہی
خدا کیو اسطے ای دل بتا تجکو ہوا کیا ہی

لیا سادگی نے ایسی نادانگی مری دلکو
جو اتنا بھی نہ سمجھو ناز کیا ہی اور ادا کیا ہی

نہین گر یار در نخل تمنا ہی گل خوبی
تو پہر اسواسطے پہ کچھ اُٹھا نکلا کیا ہی

فراق یار مین مجکو نہ کیونکر تلخ کامی ہو
نہ ہو پہلو مین جب دلبر تو پہر جینیکا مزا کیا ہی

یہی حسرت رہی دلمین کہ تجکو دیکہکر کہیان
نہ پوچہا آپنی اکدن کہ تیرا مدعا کیا ہی

غضب ہی وصل مین کہنا کسیکا یون شرما کہ
بتاؤ خیر تو ہی آج دل کا مدعا کیا ہی

طبیعت اوس بت کافر پہ آئی ہی رحیم
غرور سی اکثر جو کہتا ہی خدا کیا ہی

باقی ہنوز ہی دل مین تمنای جان سے
دیکھی ہی وہ زمین کہین آسمان مجھی

لب اوسکے بوسہ لینی کی طاقت کہان مجھی
جب تک کہ ہان کہی نہ وہ غنچہ دہان مجھی

حسرت رہی حیات تک ارمان بعد مرگ
اس آرزو نی چین دیا یہان نہ وہان مجھی

س لاغری نے تن کو رگ گل بنا دیا — بن بنکے خار چبھتی ہی ہر استخوان مجھ

غیرون کی روز وصل سہان ہو شب فراق — ایسی ستم اٹھانیکی جرأت کہان مجھ

پروانہ سان جلا کی تو یک لخت خاک کر — مانند شمع پھونک نہ سوز نہان مجھ

کسے لیا کہان گیا خدا جانے کیا ہوا — ملتا نہین ہی سینہ مین دلکا نشان مجھ

بجلی گرا زمین کو ہلا خود ہی ٹوٹ پڑ — کوئے بتان سے پر نہ اٹھا آسمان مجھ

مارا جو اوسنے تیر نگہ کی دل نے آفرین — گویا زبان و دل ہوی سو سو زبان مجھ

پہونچا ہین اس کمال کو ہو کر مرید عشق — کامل ہر اک سمجھتا ہی پیر و جوان مجھ

بت خانہ پاسکے کعبہ مین رحیم بسر کرون
کھوتی نہین ہے عمر عبث رائگان مجھ

کس نے دلمین یہ مری جلوہ گری دکھلائی — آج شیشہ مین مجھ عمر نے پری دکھلائی

جب نظرون مین سمایا ہی وہ رشک گلشن — آنکھ دینے لگی پھولونسے بھری دکھلائی

قیس بھی دیکھتے ہی بن گیا مجنون حزین — وحشت دل نے وہ شوریدہ گری دکھلائی

نالہائے غم فرقت سے ہلا دونگا فلک — آہ نے میری اگر بے اثری دکھلائی

نالہ وہ کرتے ہوی ساتھ جنازہ کے چلے — نوحہ گر نے یہ مری نوحہ گری دکھلائی

اوس پری نے پایا وصل کا وعدہ افسوس — اور قسمت نے یہ بے بال و پری دکھلائی

خط ادھر اور کو دریار پہ بھیجا اکدن — خوب اے باد صبا نامہ بری دکھلائی

ہر لب زخم سے آتی ہی صدا بسم اللہ — تیغ قاتل نے عجب جلوہ گری دکھلائی

ہوگئے تسخیر ابھی حور و پری جن و بشر — تمنے چلمن سے جو جادو گری دکھلائی

عمر بھر وصف کیا رحیم حسن بتان کا — حیف ہے تو نے یہ کیا بی ہنری دکھلائی

قطعات

رباعی دعائیہ بحبت جناب والا نواب ابراہیم خانصاحب بہادر والی ریاست گنجپورہ

رباعی
نواب ابراہیم خان تا ست باد ۔ ہر جملہ امور خیر سلامت باد
دریافت دلم اسم تو دین پرور گفت ۔ اسمت روشن تار و ز قیامت باد

رباعی
سحبان کو میرے سامنے تاب و مقال کب ۔ حسان کو نصیب ہوا ارتجال کب
بلبل ہماری نا تونکی کیا نقل کر سکے ۔ اک جانور اوڑ اسکے ہمارا کمال کب

رباعی
جب دونون جہانسے ہاتھ اٹھایا مین نے ۔ کھویا اوسکو تو اوسکو پایا مین نے
کعبہ سے غرض نہ دیر سے مطلب کچھ ۔ ب کوی صنم مین سر جھکایا مین نے

شعر
صفائی صنم گر تحریر مین آئے ۔ قلم کا پاؤن حیرت سے پہسلجائے

شعر
وہ زلف ہوا سے جبکہ برہم نظر آئی ۔ اوڑتی ہوئی ناگن قدِ آدم نظر آئی

شعر
چوٹی نہین ہے پشت پہ اوس نونہال کے ۔ دو کالے گنتہ رہے ہین زبان نکال کے

شعر
خجل ہے غنچۂ دہن کے لبونسے برگ گل ۔ ربانہ حلقہ گیسو سے ہو سکا سنبل

شعر
زلف پیچان کے حسینون نے جو ہندی بالے ۔ دیکے پہانسی بہت اللہ کی بندی بالے

شعر
چپکے چپکے مسکرانا اونکا ایک انداز ہے ۔ یہ چمک ہے برق خندان رعد آواز ہے

شعر
یہ خال نہین ابروے خمدار کے نیچے ۔ زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے

شعر
اوٹھایا رقص مین پشواز کے جب دامانکو ۔ گمان گذرا پری پرواز کرتی ہے پرستانکو

شعر
بہرا یا مضمون چمن چمن کر گل رخسار کا ۔ کیون نہ لون بوسہ مین اپنے بار بار اشعار کا

شعر
سلونا پن غضب کا ہے نہ گورا ہے نہ کالا ہے ۔ جو جوبن مین مرا یار زمانہ سے نرالا ہے

شعر
مظہر حق وہ بت ہے لات نہین ۔ چاند سا منہ ہے سومنات نہین

شعر
بلبلونکو موسم گلزار مبارک ہو وے — عاشقون کو جلوۂ دلدار مبارک ہوی

شعر
نہ جوانی وہ رہی اور نہ رہا عہد شباب — کالا منہ کرنے کو داڑہی مین لگایا ہی خضاب

شعر
تہا ان شب آپ یہان تو رات بہر اختر شمار تہی — تڑپ دلمین نظر در پہ سحر تک بیقرار تہی

رباعی
ہمکو بیٹہوا کی خوب دیکہی سیر — چلدئے آپ ہمکو سمجہا غیر
حضرت عشق پس سلام تمہین — کب کا نکالا تہا یہ اپنے بیر

تاریخ تصنیف از کرپا رام کنجپوری

چون بافضال خداوند کریم ذو المنن — ختم شد دیوان رحیمی نور افزای جان و تن
غیرت از رنگ چمن و شمع بزم عاشقان — گلشن رنگین بیانی بلبل باغ سخن
مثل این گلدستۂ رنگین ندارد باغ دہر — شد بہار تازہ اور دلکش زیب چمن
نظم سرود عبد الرحیم شاہ رحیم کنجپوری — شد برین گلدستۂ تر مثل بلبل نغمہ زن
سال ختمش چون طلب کردم بیارو ہاتف — گفت از من کہ سحر عظیم ہے درین سخن
سنہ ۱۳۰۶ھ